U58502 4-12-09.

Title - DEEWAN HAMD AIZDI

Creator - Ghulam Sarwar Lahori.

Publisher - Nawal Kishore (Kanpur)

Date - 1909

Pages - 99

Subjects - Urdu Shayari - Majmua Hamd;
Urdu Shayari - Hamdiya Kalaam;
Urdu Shayari - Dawaween.

اِنَّ اللّٰہَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ

الحمد للہ کہ ان ایام فرخندہ فرجام فرحت التیام میں دیوان بلاغت عنوان فصاحت بنیان
یعنی مجموعہ غزلیات ردیف وار مشعر حمد الٰہی و متضمن نعت حضرت رسالت پناہی نصائح اور
ادب آموزی کا ماخذ اور ہادی مسمّی بہ

دیوان حمد ایزدی
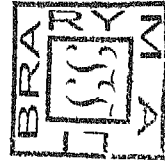
جسکو بکمال توشیح و تزئین
سحبان قلم و سخنوری جناب مفتی غلام سرور صاحب لاہوری نے
لباس نظم پہنایا بمساعی جمیلہ سنجیدہ کارپردازان

مطبع منشی نولکشور کانپور میں باہتمام منشی بھگواندیال اجنٹ چھپا

فہرست اسکی ہر ابتدا اشتہار کو چھاپ خانہ سے مل سکتی ہے جسکے معائنہ و ملاحظہ سے شائقان اہلی حالات کتب کے معلوم فرماتے ہیں قیمت بھی ازرزان ہے اس کتاب کے ٹیٹل پیج کے تین صفحہ جو سادے ہیں انمین بعض کتب متفرقات دینیہ و فقہ وغیرہ اردو درج کرتے ہین تاکہ جس فن کی یہ کتاب ہے اُس فن کی اور بھی کتب موجودہ کارخانہ سے قدردانون کو آگاہی کا ذریعہ حاصل ہو۔

کتب متفرقات دینیہ اُردو

مولد شریف منظوم۔ از مرزا علی بہار۔

مولد شریف شہید نثر واضح خاز مولوی غلام امام شہید

ایضاً۔ خُرد۔ " " " " "

جنان الفردوس۔ مولفہ مفتی عنایت احمد۔

سراج السالکین۔ ترجمہ منہاج العابدین جو مصنفہ حضرت امام غزالی ہے مترجمہ مولوی میر

حدیقہ میلاد۔ در فضائل و ولادت حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ۔

نسب نامہ۔ رسول مقبول حال بعثت سے وفات تک۔

تاریخ مدینہ ترجمہ جذب القلوب۔ مترجمہ مولوی عبد الحق برہلوی۔

نور نامہ و شمائل نامہ۔ نور محمدی اور شمائل کا بیان ہے۔

خدا کی رحمت۔ حال پیدایش حضرت

زیور ایمان۔ مولود شریف عورات مستورات کی زبان مین واضح

محامد خاتم النبیین۔ غزلیات محامدین مصنفہ منشی امیر احمد امیر۔

سرور القلوب فی ذکر المحبوب۔ معجزات پیغمبر کا بیان مولفہ مولوی محمد تقی علی خان۔

گلدستہ محسن۔ در محامد پیغمبر شامل رسائل ذیل

۱۔ مدیح خیر المرسلین۔ ۲۔ مخمس نعتیہ۔

۳۔ مثنوی صبح تجلی۔ ۴۔ سراپائے رسول اکرم

مولفہ مولوی محمد محسن۔

خمسہ محمدیہ۔ در فضائل پیغمبر تصنیف مولوی نجم الدین تخلص نجم۔

مجموعہ نسیم جنت۔ قصیدہ نعتیہ خیابان فردوس و فضائل درود۔ مولفہ مولوی محمد کافی۔

سبیل الجنان ترجمہ تکمیل الایمان۔ مصنفہ میر علی تخلص امیر۔

تذکرۃ الجمعہ۔ فضیلت جمعہ مین مصنفہ نواب قطب الدین خان۔

ناصر اللبیب فی اسماء الحبیب۔ اسمائے رسول

بعون صانع مکین و مکان و فضل خلاق زمین و زمان
دیوان
مطبع نامی منشی نولکشور کانپور میں مزین بطبع

بسم الله الرحمن الرحیم

بحمد ایزدی ترکن زبان گوهرافشان را
چو ابر آذری کن گوهرافشان چشم گریان را

مقید شو بدام حلقهٔ زنجیر گیسویش
مسلسل کن بتار عنبرین مویش دل و جان را

بده دل تا که محبوب جناب دلربا باشی
فدا کن جان به محبوبش که یابی وصل جانان را

بداغ بندگی نه داغ حسرت بر مه تابان
بسوز غم بسوزان سینهٔ خورشید رخشان را

نشین بر فرش تا همپایهٔ عرش برین باشی
نگون سر شو که سازی سرنگون گردون گردان را

مطلع

ز چشم خون فشان بی آبرو کن ابر گریان را
ز جوش دیده گریان بگریان برق خندان را

بیک چشم ارادت کن نظر و بنگر به هر دم
بدان با وحدتش منسوب هر گبر و مسلمان را

بشهراه حقیقت نه قدم ای طالب مولی
بجو اندر مقام حق پرستی حق پرستان را

نمی بیند برغبت بر رخ گل عاشق رویش
هوادار سر کویش نخواهد سیر بستان را

شد ار او دعوی هم پایگی دارد بدربانش
نه با مور ضعیفش همسری زیبد سلیمان را

نمیخواهد گدای درگهش اعزاز سلطانی
نجوید خاکسارش ارتفاع چرخ گردان را

نداری چون بطینت جوهر انسانیت مسرور
بافسانان چرا بدنام کردی نام انسان را

زبان پر ذکر حمد ایزدی ہر دم رواں رکھنا
فقط یاد الٰہی سے غرض اے میری جاں رکھنا

خدا کا ذکر جاری عمر ساری بر زباں رکھنا
زباں رطب اللساں رکھنا بیاں عذب البیاں رکھنا

تعلق توڑ دینا چھوڑ دینا اسکی پابندی
خبردار اپنی گردن پر یہ بار گراں رکھنا

کسی گھر میں نہ گھر کر بیٹھنا اس دار فانی میں
ٹھکانا لیجے ٹھکانا اور مکاں بر لامکاں رکھنا

ملیگی کیا مدد تجھکو مددگاران دنیا سے
امید یاوری ان سے نہ یاں رکھنا نہ واں رکھنا

اٹھا لینا تصور غیر کی صورت کا آنکھوں سے
فقط سینے کے آئینے میں نقش دلستاں رکھنا

مطلع

ہر اسے نام بھی اپنا نہ کچھ باقی نشاں رکھنا
نہ تن رکھنا نہ دل رکھنا نہ جی رکھنا نہ جاں رکھنا

بہت مضبوط گھر ہے عاقبت کا وار دنیا سے
اٹھا لینا یہاں سے اپنی دولت اور رواں رکھنا

نہ دکھلانا کسی بد بین کو نقشہ اپنی حالت کا
یہ صورت غیر کی آنکھوں سے ہر صورت نہاں رکھنا

جھکا رکھنا بدرگاہ خداوند جہاں گردن
سر عجز و نیاز و بندگی بر آستاں رکھنا

بھلانا مت کسی دم بھی تصور حق کی صورت کا
خیال روئے جاناں اپنے دل میں ہر زماں رکھنا

حقیقت میں بہت پرخوف ہے رستہ طریقت کا
قدم اپنا سمجھ اور سوچ کر سرور یہاں رکھنا

جب نہ تھا یہ عالم ایجاد کیا موجود تھا
پردہ دار پردۂ وحدت خدا موجود تھا

صفحۂ ایجاد پر جاری نہ تھا جبکہ قلم
سب کا نقشہ لوح قدرت پر لکھا موجود تھا

سب کے آنے سے یہاں پہلے تھا جاناں کا ظہور
دل نہ تھا موجود لیکن دلربا موجود تھا

جب تلک ان فانی مکانوں میں رہا انساں مکین
ہر گھڑی پیک اجل سر پر کھڑا موجود تھا

ساتھ کیا لیجائیگا جب جائیگا اے بیخبر
آیا تھا جس وقت تیرے پاس کیا موجود تھا

کیوں نکی اس حاضر و ناظر پہ انساں نے نظر
کیوں نہ دیکھا اسکو جو ہر ایک جا موجود تھا

ہوں نہ پایا فیض عرفاں اسنے اپنی ذات سے
جسکے خود گھر میں یہ گنج بے بہا موجود تھا

آدمی کو ملگیا اس عالم ایجاد مین ... پہلے جو مقسوم مین اُسکے لکھا موجود تھا
چھپکے ای عاصی کیے کسواسطے تونے گناہ ... جب خدا تیرے مقابل دیکھتا موجود تھا
ابتدا مین یاد حق سے جسنے پایا مین لذتین ... انتہا تک بر زبان اُسکے مزا موجود تھا

روز چھپ چھپ کر تجھے غارت ہی کرتا رہا
چور جو گھر مین ترے سرور چھپا موجود تھا

موحد نیکہے وحدت کا جسنے مدعا پایا ... اُسی بندہ نے پائی ہی خدائی اور خدا پایا
بھلے لوگون کی جسنے اچھی صحبت کا مزا پایا ... بھلا ایکی اُسی نے چکھی لذت اور مزا پایا
بڑھایا جسنے پایہ عاجزی و خاکساری کا ... بڑا رتبہ اُسی نے حق سے پایا اور بڑا پایا
قدم سر سے بنا کر جو براہ جستجو دوڑا ... سراغ اُسنے نکالا اپنے حق کا اور پتا پایا
خدا پایا نہین گر بندۂ نادان نے دنیا مین ... اگر پایہ شہنشاہی کا پایا ہے تو کیا پایا
بلند اتنا ہے پایہ بارگاہ لایزالی کا ... ملا پایہ سے جسکے عرش کو معراج کا پایا

مطلع

بشہراہ طریقت جسنے کامل رہنما پایا ... اُسی نے منزل صدق و صفا کا راستہ پایا
حقیقت کی حقیقت کس طرح ظاہر کرے کوئی ... یہان آکر وہ خود گم ہوگیا جسنے پتا پایا
فدا جان جسنے کردی خود بخود اُسکو ملا جانان ... خوشی سے دیدیا دل جسنے اُسنے دلربا پایا
کھلی آغاز اور انجام کی کسپر ہے ماہیت ... بھلا ہر کسنے اُس بے انتہا کا انتہا پایا
نظر دوڑائی اور دنیا مین دیکھا چار سو ہمنے ... مگر اُس ایک کا ثانی نہ کوئی دوسرا پایا

جھکا کر سر بدرگاہ الٰہی کی دعا جسدم
وہین سرور نے دروازہ اجابت کا کھلا پایا

نہ کر اندیشۂ امروز و فردا ... کہ ہے ہر وقت مولیٰ دینے والا
ہمیشہ اپنے خالق سے مدد مانگ ... بہر حال و بہر وقت و بہر جا

ذرا کھول آنکھیں تا تجکو نظر آئے
خدا کی خلق میں خالق کا جلوا

اطاعت میں سدا رکھ پست گردن
کہ ہو دونوں جہان میں بول بالا

کسی بندہ کی ملکیت نہیں ہے
حقیقت میں یہ ملک و مال دنیا

بہر خانہ پھرا کرتی ہے دولت
کہیں پورا نہیں اُس کا ٹھکانا

سمجھ لیتے ہیں لیکن بعض نادان
اسے ناحق یہی ملک و مال اپنا

جو حق کے حکم سے گردن نہ پھیرے
وہی اچھا ہے ہر بندہ سے بندا

کبھی وہ ہو قیام بندگی میں
کبھی جھک جھک کرے طاعت کا سجدا

بدرگاہ خدا پھیلائے رکھے
بشکل بندگان دست تمنا

نہ چھوڑا مرگ کے پنجے سے رستم
نہ افریدون نہ اسکندر نہ دارا

کوئی پہونچا نہیں اُس گھر سے پیغام
نہ پھر جا کر کوئی آیا دوبارا

رہو ہر وقت مشغول عبادت
پکڑ عادت بہ تسبیح و مصلا

گنہ آجائیں جب اپنے تجھے یاد
بہت افسوس کر اے مرد دانا

بہت سا رو بشکل ابر گریان
بہا آنکھوں سے پانی مثل دریا

ردیف	گوئی بندہ نہیں سرور ترا دوست وگر ہے تو فقط مولیٰ ہی مولا	ب

ذرہ شو تا نسبتے حاصل کنی با آفتاب
خاک شو تا بر ندت از زمین تا آفتاب

باش اندر سجدۂ تسلیم خم مثل ہلال
ور دو ہفتہ تا شود حشمت سراپا آفتاب

در طلب شو طالب یکرنگ یا مطلوب باش
قطرہ شو یا بحر جوشان ذرہ شو یا آفتاب

توبہ کن توبہ پشیمان شو کہ این در بستہ نیست
تا نگردد از رہ مغرب ہویدا آفتاب

بیشک از انوار لطف مہربان جزو و کل
پرتو افگن گردد از یک لمعہ صدہا آفتاب

ہست نور قدرتش روشن بہر پست و بلند
بینا بہ چہرۂ تابان ز ہر جا آفتاب

دور کن از مطلع ناصاف خود گرد و غبار
جلوہ گر گردد بچشم روشنت تا آفتاب

سرور آخر بحمد ایزدی کار تو نیست
خود تو میدانی چہ نسبت ذرہ را با آفتاب

حاضر و ناظر ہے وہ خلاق اکبر روز و شب
ہر گھڑی ہر وقت ہر دم ہر زمان ہر روز و شب

مثل جان جسم و بدن ہے ہر گھڑی وہ جان جان
مثل جاں ہے در بغل سب کے وہ دلبر روز و شب

چہرہ دکھلاتا ہے وہ ہر طالب دیدار کو
چاند بنکر اور کبھی خورشید بنکر روز و شب

جابجا ہے پرتو افگن آفتاب معرفت
ہر طرف نور الٰہی ہے منور روز و شب

جا بجا ہے آٹھوں پہر دریاے لطف سرمدی
ابر فیض ایزدی ہے سایہ گستر روز و شب

ہر جگہ اس یار ہرجائی کا رہتا ہے قیام
رہت و چپر پر و بالا باہر اندر روز و شب

تازہ و تازہ رنگتیں ہے لاتا رہتا ہے مدام
اس چمن زار جہاں میں غنچۂ گل تر روز و شب

بندگان ذات مولیٰ سالکان راہ حق
ذکر سے غافل نہیں رہتے ہیں دم بھر روز و شب

رزق دیتا ہے وہی روزی رسان شام و سحر
سبکی لیتا ہے خبر وہ بندہ پرور روز و شب

بادشاہان زمانہ مالکان مملکت
سب کھڑے رہتے ہیں سائل اسکی در پر روز و شب

حضرت حاجت روا کا ہر گدا محتاج ہے
ہیں فقیر اس باب دولت کے تونگر روز و شب

روز و شب پھیلا ہے درگاہ خدا دست نیاز
بندگی کر سر جھکا کر حق کی سرور روز و شب

جب اکھڑ جائیگی چمن سے آشیان عندلیب
پھر کہاں جز لامکاں ہوگا مکان عندلیب

گل کو لیجائیگا جب گلبن سے گلچیں توڑ کے
ساتھ ہی نکلی ہوئی جائیگی جان عندلیب

خاک اڑ جائیگی جب اس خاک بے بنیاد کی
پھر کہاں رہجائیگا باقی نشان عندلیب

گل کا گل ہو جائیگا گلزار ہستی میں چراغ
اس گھڑی پھولیگا ہر داغ نہان عندلیب

رو رہیگی کیونکر نہ گل کی یاد میں وقت خزاں
ابر کے مانند چشم خونفشان عندلیب

مطلع

ہم بھی وصفِ گل میں ہیں ہندوستاں عندلیب
گر زباں اپنی بھی بجا لے زبانِ عندلیب

ساری چپ ہو جائینگے آخر کو مرغانِ چمن
کوئی دن ہے نالۂ قمری فغانِ عندلیب

آلو بولینگے جہاں اب بولتی ہیں بلبلیں
زاغ کا مسکن بنیگا آشیانِ عندلیب

جسم سے بلبل کے جائیگی نہیں گلشن کی بو
خاک کھا جائے نہ جب تک استخوانِ عندلیب

گذرا موسمِ گل بھی گلشن کے سبھی مرجھا گئے
رہ گیا باقی زبان پر داستانِ عندلیب

موسمِ گل تک فقط اس بوستاں میں
ہے یہ فخر و اقتدار و عز و شانِ عندلیب

ہم زبانی گل سے اے سرور اگر مطلوب ہے
عاشقوں سے سیکھ لے اول زبانِ عندلیب

ہے کیوں بندہ پابندِ غم روز و شب
ہے یہ سنجیدہ دل کس لیے بے سبب

سنور جاتے ہیں کام بندے کے سب
ہوا کرتا ہے اسپہ جب فضلِ رب

خدا پر نہ شاکر ہو یہ خاکسار
غضب ہے غضب ہے غضب ہے غضب

کبھی ہے وہ خورسند غمگیں کبھی
ہے انسان کی دنیا میں حالت عجب

ہیں تیری کمائی کے دن آجکل
تیری بہتری کا زمانہ ہے اب

نہوگا اگر آج ہشیار تو
تو پھر خوابِ غفلت سے اٹھیگا کب

تو مرتا ہے دنیا پہ کیوں اسقدر
اٹھاتا ہے کیوں بارِ رنج و تعب

دمِ آخریں بخت سمجھا ئیگا
سفر کرکے جائیگا دنیا سے جب

ترے سود و بہبود کے واسطے
مسبب ہی کرتا ہے پیدا سبب

بنایا ہے بندہ خدا نے تجھے
سکھائے ہیں اپنی عبادت کے ڈھب

ہے اب وقت کر لے جو کرنا ہے کام
یہاں سے گیا جب پھر آئیگا کب

زمانہ میں آ ساری خلقت سے پیش
باکرام و اعزاز و خلق و ادب

عمل کا شرف حق کو منظور ہے
نہ پوچھیگا سرور حسب اور نسب

آنکھیں کھول اور دیکھ روشن ہر طرف انوار ذات
نکلے بینا دیدۂ باطن سے گر دیدار ذات

جلوہ گر ہے ذات کا جلوہ یہ بستان جہان
ذات کے گلشن مین ہے پھولی ہوئی گلزار ذات

محو حسن ذات حق ہر عندلیب زار ہے
چہرۂ ہر گل سے ہین پرتو فگن انوار ذات

ہر صفت ہے مظہر نور صفات ایزدی
ظاہر ہوتا ہے ہر اک اظہار سے اظہار ذات

کون لا یعقل بھلا منکر صفات حق سے ہے
کون نا بد ذات کرتا ہے بھلا انکار ذات

دل کو کرے مظہر فیض صفات ذات حق
اپنے سینہ کو بنا گنجینۂ اسرار ذات

مطلع

پھولتی پھلتے رہینگے حشر تک گلزار ذات
ہے شگفتہ تا قیامت گلشن بے خار ذات

تیری صورت سے مصور کی نمایان شکل ہے
ہے عیان خود تیری ہی ذات مین آثار ذات

ذات حق کا قرب ای سرور اگر مطلوب ہے
چھوڑ دے سب دعوی قومیت کی اور تکرار ذات

ہے چارون طرف جلوہ گر اسکی صورت
ادھر اسکی صورت ادھر اسکی صورت

ہے شام اسکی صورت سحر اسکی صورت
ہے دونون مین شمس و قمر اسکی صورت

وہ صورت کی پابند رہتے نہین ہین
جو رکھتے ہین زیر نظر اسکی صورت

لکھا رکھا ہے ہر جگہ اسکا نقشہ
کھینچی رکھی ہے سب کے گھر اسکی صورت

اسی کی بہار اور اسی کی خزان ہے
ہے ہر شاخ و برگ خشک و تر اسکی صورت

کوئی سمت بھی اس سے خالی نہین ہے
نمایان ہے دیکھو جدھر اسکی صورت

جو ارباب بینش ہین وہ دیکھتے ہین
منقش ہے ہر دار و در اسکی صورت

اگر دیدۂ دل سے اٹھ جائے پردہ
بہر صورت آئے نظر اسکی صورت

یہ چھپ جائینگی صورتیں جسقدر ہیں | رہیگی نہ باقی مگر اُسکی صورت

اُسی شکل سے ساری ملتی ہیں شکلیں | یہ ہیں صورتیں سر بسر اُسکی صورت

ذرا دیکھ سرور کہ تجھکو نظر آئے
چپ و راست زیر و زبر اُسکی صورت

بدلتے رہتے ہیں دنیا کے حالات | کبھی دن جلوہ دیتا ہے کبھی رات

بغیر از مرگ حاصل زندگی سے | نہوگا کچھ بھی اسے مرد نکو ذات

مزا حاصل ہے کیا دنیا سے تجھکو | کہ اسکی محض بے لذت ہیں لذات

اٹھا مت رنج و تکلیف اسکی خاطر | کہ کٹ جائیں خوشی سے تیری اوقات

نکر اس میں تلاش آب حیوان | کہ ہے اس فیض سے خالی یہ ظلمات

رہِ حق پر اگر چلنا ہے منظور | قدم رکھیو بہ استحکام و اثبات

لکھا ہے ایک ہی وحدت کا مضمون | بانجیل و بہ فرقان و بتورات

فقط اخلاص دل سے بندگی کر | کہ منظور خدا ہوں تیری خدمات

خدا کے واسطے فی الفور ہو جا | الگ دنیا کے سر پر مار کر لات

تصور دور کر کے اسکا دل سے | بدل ڈال اپنے سب بیجا خیالات

اوٹھا لیجائیگا کیا اپنے سر پر | یہ گنج و مال و عالیشان عمارات

غزل ایک اور بھی لکھ ایسی سرور
کہ درد انگیز ہیں تیرے خیالات

جو گھر کا مال ہے سب کر دی خیرات | کہ آئندہ کھلے باب فتوحات

نفی اثبات کا ہر وقت کر ذکر | نہ لا جز ذکر کوئی بر زبان بات

نکوئی کرنے میں مانند جامی | تعجل کن کہ فی التاخیر آفات

کیا کر بندگی اپنے خدا کی | بہر حالت کبھی دن اور کبھی رات

خلاف حکم کوئی بات مت کر
بگاڑ اے نیک خو مت اپنی عادات

ہے بیجا کھیل تیری زندگی کا
کہ اس بازی مین آخر آئیگی مات

نہ کر اس زندگانی پر بھروسا
کہ ہے اسکو بقا دن پانچ یا سات

محبت کچھ نہ رکھ ان دوستون سے
کہ ہے بیفائدہ ان کی ملاقات

ترے گھر مین فقط مطلب کے خاطر
ہوا کرتے ہین سب حاضر یہ حضرات

ترے دلکے لبھانے کے لیے ہین
یہ تعظیم و یہ تکریم و مدارات

نکل جائیگا جب مطلب دوبارہ
نہ آئینگے نظر یہ بے وفا ذات

رہے بستان دل سرسبز سرور
جھڑی باندھے اگر آنکھون کی برسات

تو پہلے آئینۂ دل کی کر صفا صورت
کہ صاف تجھکو دکھائے وہ دلربا صورت

ابھی سے بگڑی ہوئی اپنی تو بنا صورت
خدا کو جا کے دکھائیگا ورنہ کیا صورت

اجل کے پردہ مین جب لیگا تو چھپا صورت
نہ یار دیکھیگا تیری نہ آشنا صورت

ہمیشہ رکھنا طلب طالبان معنی کی
کبھی نہ عاشق صورت کی دیکھنا صورت

پلٹ گیا ترا کیونکر وہ خوشنما نقشہ
بدل کے نکلی ہے کیونکر یہ بدنما صورت

تو بخشا جائیگا کس طور سے خدا جانے
تری رہائی کی نکلے گی دیکھین کیا صورت

تو بندہ ہو کے نہین حق کی بندگی کرتا
ذرا تو شرم کر اے مرد بیحیا صورت

کر ایسی پہلے سے اصلاح اپنی صورت کی
بگڑ نہ جائے کہین تیری انتہا صورت

وہ ایک جلوۂ وحدت ہے جلوہ گر گھر گھر
دکھاتی ایک ہی صورت ہے جا بجا صورت

وجود خلق خالق ہی کا عین نقشہ ہے
دکھاتا اپنی خدائی سے ہے خدا صورت

بغیر خاک نظر آئیگا نہ کچھ سرور
تو اپنی غور سے دیکھیگا جب ذرا صورت

دوستی مین تجکو دیسکتے ہین کیا آرام دوست
صبح نجاتی ہین جو دشمن تری اور شام دوست

مان فرمان اے مسلمان دور کر کفر و نفاق
جھک کے کر تسلیم اے مرد خدا اسلام دوست

نیک و بد سے دوستی اپنی بڑھا اے صلح کل
خاص بھی جس سے تری غمخوار ہون اور عام دوست

دوستی نیکون کی تجھکو نیکی پہونچا ئیگی
صحبت بد سے بدی دلوا ئیگا بدنام دوست

مرد بنکر زاد راہ آخرت پہونچا بہم
جتنی ہو سکتی ہے کر محنت نہ بن آرام دوست

ہوگا تو جسوقت سارے دوستون سے نا امید
ایسے وقت بیکسی مین ہوگا حق انجام دوست

منھ دکھا ئینگے نہ پھر برسون تلک بھی دیکھنا
آج ہین خدمت مین حاضر جتنے صبح و شام دوست

چھوڑ دو اے دوستو ان دوستونکی دوستی
بس سمجھ لو ایک محبوب ازل کا نام دوست

یار ہے کیا یار جو اپنی غرض کا یار ہے
دوستون سے دوست مطلب دوست ہے کس کام دوست

دشمن جان ہین حقیقت مین ہر بنائے دنی
پختہ مغزان محبت کے لیے یہ خام دوست

ردیف	یارون کی دوستی رکھے بھلا کس دوست سے دوستو کس کو بنالے سرور گمنام دوست	ث

نہ چھوڑ اپنا کوئی ترکہ کسی کو مت بنا وارث
بجز ذات الٰہی اپنا مت رکھ دوسرا وارث

ادھر جلد یگا تو اسے بیخبر سب چھوڑ کر ترکہ
ادھر قایم کرینگے اپنے دعوے جابجا وارث

کئی برسون مین جو تو نے کیا ہے جمع گنجینہ
وہ سب لیجائینگے بس ایکدم بھر مین اڑا وارث

نکل ہاتھون سے جب تیرے گیا یہ مخزن دولت
نہین امید کچھ اس سے تجھے پہونچائیگا وارث

تو کیون رکھ چھوڑتا ہے مال و زر اولاد کی خاطر
خدا خود اسکو دیگا جو کوئی ہوگا ترا وارث

مطلع

ترے مرنے کو سب ہین منتظر صبح و مسا وارث
اجل تیری خدا سے چاہتے ہین اقربا وارث

کوئی رہنے نہ پایا گھر کا مالک اور دنیا مین
رہا باقی خدا والی خدا مالک خدا وارث

نہ ہنستا ہے نہ روتا ہے کوئی اسکے جنازہ پر
سفر کرتا ہے جب مالک جہان سے مر دلا وارث

بنا کیا گر یہ وارث بن گیا ملک سلیمان کا — ہوا کیا گر یہ نادان گنج قارون کا ہوا وارث
بجز خاک اُسکو کیا حاصل ہوا ہو دار فانی مین — بھلا یہ بندۂ ناچیز ہے کس چیز کا وارث

کسی کے بھی نہ قبضہ مین رہی دنیاے دون سرور
ہزارون اسکے مالک بن چکے بے انتہا وارث

حق کے در پہ بے دھڑک جائے تو جائے مستغیث — داد حق کی داد سے پائے تو پائے مستغیث
بندۂ محکوم کے کیون پاس جائے مستغیث — جب کھلا دربار باری ہو برائے مستغیث
ہے وہی مشکلکشا مشکلکشا سے بندگان — ہو وہی حاجت روا حاجت روائے مستغیث
عجز سے انصاف ملتا ہو وہان مظلوم کو — عجز سے منظور ہوتی ہے دعائے مستغیث
آپ کرتا ہے عدالت حضرت پروردگار — مان لیتا ہے وہ حاکم التجائے مستغیث

مطلع

موم کر دیتی ہی پتھر کو صدائے مستغیث — جا پہونچتے ہین فلک تک نعرہائے مستغیث
مقتضائے عدل ہو جب مدعائے مستغیث — کیون نہو حکم عدالت بر رضائے مستغیث
منہ سے بولے یا نہ بولے بندۂ اندوہناک — گوش قدرت سے وہ سنتا ہی صدائے مستغیث
مستغیث اپنا پئے خون جگر جب تک پیے — کھائے غم مین لخت دل جبتک کہ کھائے مستغیث
ذات باری سبکی سنتے ہے برابر نالشین — کیونکر اس درگاہ سے محروم جائے مستغیث
راز دل اپنا ستمدیدہ کرے کس سے بیان — اپنی حالت کسکو جا کر سنائے مستغیث

ردیف — ج

کر سکے کیونکر زبان سے حال دل سرور بیان
بند زنجیرون مین ہون جب دست و پائے مستغیث

رات دن شام و سحر آئیگا تیرے کام سچ — چاند سورج کی طرح روشن کریگا نام سچ
حق کا بندہ ہی اگر رکھے ہر گھڑی حق پر نظر — جھوٹھ کا آخر ہی جھوٹھ اور سچ کا ہی انجام سچ
اپنے پایہ سے نہین گرتا ہے سچا آدمی — راست بازون کیلیے پورا ہی استحکام سچ

سراسر سچ جان فرمانِ خداوند کریم — سچے دل سے مان جو نازل ہوئی احکام سچ
میٹھی ہوگی تیری ہر اک بات مانند نبات — راست گو بنکر اگر بولیگا صبح و شام سچ

مطلع

مرد کافر کو دکھاتا ہے رہ اسلام سچ — ملزموں کے دور کر دیتا ہے سب الزام سچ
جھوٹھی یہ دنیا ہے اور جھوٹے ہیں سب دنیا کے دوست — راست اگر پوچھو تو ہے ذات خدا کا نام سچ
سچا بنکر کر زبان اپنی سے وہ سچا کلام — صدق دل سے جان لیں سب جسکو خاص و عام سچ
تجھکو سچ رکھیگا بیشک تا قیامت سرخرو — عمر بھر کے واسطے پہونچائیگا آرام سچ
سچ کبھی گھٹنے نہیں دیتا ہے اسکا اعتبار — مرد کو ہونے نہیں دیتا کبھی بدنام سچ

آج کل کا وقت سرور کیسا نازک وقت ہے
وقت پر بے جھوٹھ کے دیتا نہیں ہے کام سچ

ہے مال و زر کا ترے گھر میں جمع جتنا گنج — وہ ایک دم میں اٹھادے براہ مولا گنج
سپرد کر کے نہ جانا وہ مفت خوروں کے — جو تو نے رنج اٹھا کر کیا ہے پیدا گنج
کسی کے واسطے مت چھوڑ ایک خرمہرہ — اٹھالے باندھ کے سب اپنے ساتھ اپنا گنج
بنالے سینے کو حسنِ عمل کا گنجینہ — کہ کام آئے ترے وہ برائے عقبیٰ گنج
سفر کے وقت ہر چار سو نظر رکھنا — مبادا چھین لیں قزاق تجھ سے تیرا گنج
مبادا کام نہ آئے کسی کے تیرا مال — زمین میں دابا ہی رہجائے وہ سراپا گنج
وہ بندہ ہیچ سمجھتا ہے گنج قارون کو — خدا سے صبر و قناعت کا جسنے پایا گنج
وہ فیض دائمی کر اپنی ذات سے جاری — کہ بٹتا لوگوں میں تیرا رہے ہمیشہ گنج
نہ چور کا اسے غم ہے نہ خوف رہزن کا — ہے گھر میں جسنے کیا جمع معرفت کا گنج
دیا ہے حق نے تجھے مال صرف کرنے کو — دبا کے رکھا ہے کس واسطے پھر اتنا گنج
ترا خزانہ یہ پورا ہے آج کل قبضہ — خدا کی راہ پہ دے ڈال اپنا سارا گنج

تو کیسے مانگتا پھرتا ہے کوڑیان گھر گھر
کہ تیرے گھر مین ہے موجود موتیون کا گنج

رہا کسی کے نہین پاس آج تک سرور
جو جمع کر گئے اسکندر اور دارا گنج

بڑھ گیا اس خاک کے پتلے کا کیون اتنا مزاج
چڑھ گیا کس پر ہے تا عرش برین اسکا مزاج

ایسی کیا سوء المزاجی آگئی اس خاک مین
جس سے اس بیمار کا ہے اسقدر بگڑا مزاج

اونچا کس پر ہے مزاج اس بندۂ مملوک کا
عاجزون اور خاکسارون کا بھلا ہی کیا مزاج

اصل انسان ہی جو انسان حلیم الطبع ہوے
آدمی وہ آدمی ہے جسکا آہستا مزاج

پانی کا قطرہ تھا تو یہ خاک یا گرد و غبار
جسپہ اب پایا نہین جاتا تیرا اصلا مزاج

خلق سے کیون ایسا پیش آتا ہی کج خلقی کے ساتھ
جیسے بندون سے بھلا رکھتا ہی کیون ٹیڑھا مزاج

ظاہر و باطن اگر صحت تجھے مطلوب ہے
کر درست اپنی طبیعت اور سنوار اپنا مزاج

دوست دشمن نیک و بد ساری ترے مشکور ہون
بدمزاجی سے مبرا ہو اگر تیرا مزاج

اس سے کیا بہتر ہے گر دنیا مین حاصل ہو تجھے
اچھا خلق اچھی طبیعت اچھی خو اچھا مزاج

خاک سے نکلا ہی تو پھر خاک مین چھپ جائیگا
اسقدر ہی کس بھروسے پر ترا اونچا مزاج

اپنے پایہ سے تجاوز سرورا ہرگز نہو
رکھ سدا اپنا بحدِ اعتدال ایسا مزاج

پہلے بھی تجھ سے بہت تھے اہل تاج
سرزمین کا جنکو ملتا تھا خراج

آخر الامر اس جہان سے چل دیے
چھوڑ کر سونے کے تاج اور تخت عاج

آج تک سوتے ہین وہ زیر زمین
جنکا تھا عرش معلیٰ پر مزاج

بدمزاجی سے نہین چارہ کوئی
یہ مرض ہے فی الحقیقت لاعلاج

گذرا جاتا ہے تری محنت کا وقت
کل کو جو کرتا ہے کر لے کام آج

سر جھکانے مین تجھے اے خاک زاد
کیسی عار اور کیسی شرم اور کیسی لاج

ساتھ لیجائیگا دنیا سے نہین	جبکہ سلطان سلطنت اور راجہ راج
پھر ہو انسان اسکی خاطر کیون ملول	رکھے کیون اس بیوفا کی احتیاج
بہتر ہین کر کام جو کرنے کا ہے	مرد حق ہو کر نہ بن رہ بہ مزاج
ہے مرض مہلک ہوا و حرص کا	کر علاج اس کا ابھی سے کر علاج
دم نہین دم جب تک ہے مت جائیو	دوستون کے پاس لیکر احتیاج
مرد روشن دل بنور ایزدی	دین اور دنیا مین ہے روشن سراج

ردیف	صدق دل سے مان لے اس بات کو سرور اہو شرع مین جبکا رواج	ح

پکار خالق اکبر کے نام کی تسبیح	کہ سن لین عرش پہ سبوحیان تری تسبیح
فرشتہ بن کے بچرخ برین پہونچ جائے	پڑھے زمین پہ اگر کوئی آدمی تسبیح
خدا کے ذکر مین مشغول صبح و شام رہو	کر اسکے نام کی ہر وقت ہر گھڑی تسبیح
جناب باری کو کر یاد بار بار مدام	پکڑ کے ہاتھ مین سمرن کبھی کبھی تسبیح
دم اخیر تلک کر عبادت مولے	سمجھ لے زندگی مین اپنی زندگی تسبیح
فلک پہ ساری ملک کرتے ہین خدا کا ذکر	زمین پہ پڑھتا ہے ہر ایک آدمی تسبیح
پڑھ اپنے سینہ سے سبحان ربی الاعلے	کہ ہے یہ صفحۂ دل پر لکھی ہوئی تسبیح
کبھی زبان سے نفی بول اور کبھی اثبات	کبھی پکار تو تہلیل اور کبھی تسبیح
خدا کی یاد مین ہین دام و دد و حوش و طیور	اسی کی رکھتے ہین ورد زبان سبھی تسبیح
فریب و مکر کا ہرگز بچھا نہ سجادہ	نہ باندھ لوگون کے دکھلانے کو بڑی تسبیح
ہزار دانہ کی تسبیح کیا ضرورت ہے	بنا لے انگلیون کی وقت بندگی تسبیح

	بسلک نظم پرولے نئے گہر سرور بنا لے موتیون کی حمد ایزدی تسبیح	

دیده بگشا و بچشم دل ببین اظهار روح — تا به هر جلوه بنور دیده ات دیدار روح

آب پاشی کن چو ابر از دیدهٔ گریان خویش — تا شود خندان به بستان تنت گلزار روح

کے شود دفع از اطبای زمان آزار جان — از مسیحا کے شفا حاصل کند بیمار روح

بر فگن از دوش انبار تعلق اے عزیز — تا نگردد بار جسمت باعث ادبار روح

مطلع

خانهٔ تاریک دل کن روشن از انوار روح — سینه را گنجینهٔ اسرار کن ز اسرار روح

کن بسودا صحبت روز و شب سوداگری — تا بماند گرم در شهر تنت بازار روح

نه قدم بیرون ز خارستان تن اے عندلیب — کن نظر در لاله زار گلشن بہار روح

شمع روشن کن درون دل ز نور معرفت — تا شود خاک وجودت مطلع انوار روح

عرشیان در گریه و روحانیان در حیرت اند — از صدائے نغمهٔ جانسوز موسیقار روح

جسم خاکی چون شود منکر ز وحدانیتش — شد از این دعوی چو در روز الست اقرار روح

روح عاجز را مکن در بند عصیان مبتلا
رحم کن بهر خدا اے سرور بحال زار روح

کریگا نکتهٔ وحدت کی کوئی کیا تشریح — ہے جسکی واحد مطلق ہی جانتا تشریح

ہے ایک لفظ احد کی ہزارہا تشریح — الگ الگ ہین مضامین جدا جدا تشریح

وہ کیسا واحد مطلق ہے جسکی کثرت کی — کسی سے ہو نہ سکی آجتک صفا تشریح

بشکل شمع جلادین وہین زبان اُسکی — گر اُسکی کوئی موحد کرے ذرا تشریح

دقیق نکتہ ہے نکتہ خدا کی عرفان کا — لکھے گا کیا کوئی تفصیل اُسکی یا تشریح

نہ سمجھے آدمی وہ بات کیا جہالت ہے — عزیز و کرتا ہو جس بات کی خدا تشریح

جو لکھنے پڑھنے سے باہر ہون رمز کی باتین — زبان خامہ کرے اُسمین کیا بھلا تشریح

کسی کو اپنی معصیت کی مت دکھا تفصیل — کسی کو حالت باطن کی مت سنا تشریح

ہر ایک حکم کی تعمیل تجھپہ واجب ہے
ہے جسکی کی گئی قرآن مین جابجا تشریح

جو مجمل اُترے تجھے فرمان جناب باری سے
نبی ہین کرگئے اُسکی ذرا ذرا تشریح

بروز حشر تر اپڑھکے نامہ اے سرور
ترے گناہون کی دینگے تجھے سنا تشریح

صلح کو جانتے ہین اہل صلاح
قوت جسم و راحت ارواح

یاد کر سب کو خیر و خوبی سے
کہ سبھی خلق ہو تیری مداح

روز و شب بندگی مین ہو مصروف
سجدہ کر سر جھکاکے شام و صباح

بخشوا حق سے اپنی تقصیرین
رہ ہمیشہ بزاری و الحاح

بعد ازان دیکھ غیر کی حالت
پہلے کر اپنے حال کی اصلاح

نفس سرکش کے جنگ کی خاطر
گر تو مرد خدا ہے باندہ سلاح

مارتا ہے اگر اُسی کو مار
شرع مین بھی ہے جسکا خون مباح

جسم کو بندگی مین رکھ مشغول
کہ خدا بخشے تیری روح کو راح

زال دنیا کے ہوتے رہتے ہین
روز لاکھون طلاق اور نکاح

دیکھ اس پیچ سے جتنا
ہے ترے واسطے یہی اصلاح

پہونچے فوراً بمنزل مقصود
ہو اگر رہرو طریق صلاح

دیکھ گر تیری آنکھین روشن ہین
ملک ملکوت و عالم ارواح

ردیف	اپنے فضل و کرم سے سرور		کھلا رکھ باب فتح یا فتاح	خ

بھلائی کرے کسی سے کہ آج کی تاریخ
بھلا زمانہ بھلے دن ہین اور بھلی تاریخ

پرانے وقتون کی برباد ہو چکی تاریخ
نئے زمانہ کی ہے آجکل نئی تاریخ

بخیر و خوبی زمانہ سے جب تو چل دیگا
مبارک آئیگی دیکھین وہ کون سی تاریخ

بھری ہین ذکر سے جنکے ہزاروں تاریخین
کہان دکھائی وہ دیتی ہین آج کی تاریخ

نشان نہ دارا کے دفتر کا آج ملتا ہے ۔ نہ پائی جاتی ہے کوئی سکندری تاریخ

مطلع

جہان میں آیا تھا تو پہلے بھی کسی تاریخ ۔ یہاں سے جانے کی بھی کوئی آسکی تاریخ

ہمیشہ کرنے کا کام حق کی بندگی کا ہر ۔ تھمر اسکے واسطے ٹھہرا دوست کوئی تاریخ

خدا ہی جانے کہ کس روز مرگ آپہونچے ۔ کہ اسکی کوئی نہیں ہے مقرری تاریخ

گذرتے جاتے ہیں دن جتنے زندگانی کے ۔ کم ہوتی جاتی ہے ہر روز عمر کی تاریخ

بوقت شام بھلا کس سے مانگے گا اجرت ۔ نکمے بیٹھ کے جسکی گذر گئی تاریخ

لکھی ہیں تو نے بہت سی کتابیں اے سرور ۔ کوئی ہے حمد کوئی نعت اور کوئی تاریخ

بازیاں تازہ دکھاتا ہے مجھے ہر بار چرخ ۔ جب تک اپنے دور میں ہے روز و شب دوار چرخ

ہر گھڑی ہر وقت ہر دم روز و شب صبح و مسا ۔ رنگتیں کرتا ہے دنیا میں نئی اظہار چرخ

تارا چمکاتا ہے دولت کا کسی کے واسطے ۔ اور دکھاتا ہے کسی کو ظلمت ادبار چرخ

الٹیاں چلتا ہے چالیں روز و شب گردون دون ۔ ٹیڑھے کھاتا ہے ہمیشہ پیچ کج رفتار چرخ

ابر فیض حق اگر برسے زمین پر ایک بار ۔ خار سے پیدا کرے سو گلشن بے خار چرخ

بندگی میں گردن گردون دون جب جھک گئی ۔ ہوگیا نور خدا سے مطلع الانوار چرخ

بے گرفتار شکم در در دوڑتوں کے واسطے ۔ کھاتا ہے مثل سر و خورشید گلی بازار چرخ

بے وفا نا آشنا دنیا ہے کس کی آشنا ۔ دوست کس کا ہے زمانہ اور ہے کسکا یار چرخ

گردش گردون سے کیوں اے سرور دل رنجیدہ تو ۔ جب نہیں دنیا میں تیرے کام کا غمخوار چرخ

لائیگا اک روز چکر میں تجھے گردون دون ۔ ہوگا تیری تیغ دینے کے لیے تیار چرخ

بار دنیا سر پہ اے سرور اٹھا بیٹھا ہے تو ۔ آنجائے اس سے سر میں ترے اے یار چرخ

کسقدر رکھتا ہے اپنا حوصلا انسان فراخ
کسقدر اس مرد کی ہمت کا ہے داماں فراخ

بن کے صابر تھوڑے سے ہی لقموں سے بھر لیتا شکم
پیٹ کر رکھتا ہے اپنا بندۂ نادان فراخ

جان بستی تنگی سے دیتے ہیں وہی وقت اخیر
جنکے دنیا میں محل اونچے ہیں اور ایوان فراخ

گھوڑا دوڑا لے جسے جی چاہتا ہے راستن
معرفت کا ہے کھلا دروازہ اور میدان فراخ

گلشن دنیا میں کس کس گل کو دیکھے عندلیب
حوصلا اسکا ہے از بس تنگ و بستان فراخ

بخشی وسعت ہے محبت کو خدا نے کسقدر
حق نے کیا پیدا کیا ہے دامن احسان فراخ

بارگاہ ذات ربانی میں تنگی کچھ نہیں
آنے والوں کے لیے ہے درگہ جانان فراخ

رونا دھونا تنگ دستی میں عبث ہے دوستو
روزی کر سکتے نہیں یہ دیدۂ گریان فراخ

سب سے اعلی چاہیے رکھیں دلیری اہل دل
سب سے بڑھکر چاہیے ہو ہمت مردان فراخ

چاہیے رو نہ زمیں پر تجھ کو دست سخی
ہو تجمل دامن ابر گہر افشان فراخ

صبر کر اے مست ہو بوقت تنگدستی تنگ دل
ہاتھ کر دینگے ترا شاہ جیلان فراخ

بندہ ہو کر اگر ہو تو گستاخ
لوگ اسپر کرینگے تجھکو مزاخ

بند کر حقّے تیرے سینے میں
ڈال رکھے ہیں حرص نے سوراخ

گلشن دہر کتنا بڑا ہے
باغ دنیا ہے کیسا باغ فراخ

تختے تختے پہ جلوہ گر ہیں پھول
نغمہ زن بلبلیں ہیں شاخ بشاخ

کیوں بڑھا لے گیا ہے کاخ اپنا
آسمان تک یہ بندۂ گستاخ

تھوڑا سا انقلاب جب ہوگا
خاک بن جائیگا پلٹ کر کاخ

موت آئی تو جا گئے کے لیے
گور کا بندہ ڈھونڈیگا سوراخ

سایہ گستر تجلی طور سے ہیں
شجر معرفت کی ہر ہر شاخ

تنگ تنگی میں مست ہوا سے صبور

د	مانگ اپنے خدا سے رزق فراخ	ردیف

ہوا و حرص کا جب تک نہ توڑیں ہم پیوند
خدا سے کس طرح جوڑینگے یک قلم پیوند

کبھی اکھڑ نہیں سکتا قیام عالم تک
خدا سے جسکا عزیزو گیا ہے جم پیوند

چھڑاتا جاتا ہے دنیا کا بندہ سالک
بنا ہے راہ طریقت قدم قدم پیوند

نہ ٹوٹتا ہے نہ ٹوٹا تھا اور نہ ٹوٹیگا
ہے سخت رشتہ محبت کا اور مستحکم پیوند

خدا نے باندھ دیا تھا وجود عنصر کا
ازل کے روز بسر رشتۂ عدم پیوند

ہم آج رکھتے ہیں کیوں عار خاکساری سے
کہ ہونگے خاک سے آخر کو جا کے ہم پیوند

نہ آنا دیکھنا زنہار دام دنیا میں
چھڑا ہی لینا جو ہوا اس سے بیش و کم پیوند

بلا پہ اور بلا کیوں بڑھاتے جاتے ہو
لگاتے جاتے ہو کیوں ایک غم پہ غم پیوند

بنا کسی کو نہ دنیا میں اپنا ہم رشتہ
سمجھ کسی کو کبھی ہرگز نہ اپنا ہم پیوند

نکل ہی جائینگے ایک روز ہو کے پوسیدہ
ہیں تیرے جوڑ دو تن آپس میں جتنے قسم پیوند

فارسی	بھروسا دنیا کے پیوند پر نہ رکھ صفدر کہ ہوتے جاتے ہیں ڈھیلے یہ دمبدم پیوند	غزل

هرچه خواهد میکند خلاق اکبر نیک و بد
هست در دست خدای بنده و پرور نیک و بد

مسلم و کافر نهد گردن بخاک بندگی
مانده بر محراب تسلیمش نگون سر نیک و بد

باردان ابر کرم هر وقت بر پست و بلند
هست خورشید عنایت جلوه گر بر نیک و بد

حصه می یابد ز خوان نعمتش هر مار و مور
میخورد هر روز و شب روزی برابر نیک و بد

جابجا لرزان و ترسان است از عکسش جهان
هست از قهرش هراسان هر زمان هر نیک و بد

نیک و بد امیدوار فضل و احسان خداست
سوی او دارد نظر با دیدهٔ تر نیک و بد

غور کن در حالت خرد و کلان و بر جا جا
کن بچشم عبرت ای نادان نظر در نیک و بد

در زمانه روز و شبها هر سیاه است و سپید
مینماید روی خود زین پرده اکثر نیک و بد

تا توانی دوستی کن ترک با خلق جہان — زانکہ ہست از دوستانت طالب زر نیک و بد
فی الحقیقت مرجع خلق جہان ذات خداست — سوے حق دارد رجوع خود سر از نیک و بد

بندہ را یارب عطا کن دیدۂ مردم شناس
تا شناسد ہر زمان زان نور سرور نیک و بد

جو خود ہے بندۂ محتاج اسپہ کیا امید — خدا کی ذات پر رکھ بندۂ خدا امید
ہی طالبان حقیقت کی پیشوا امید — ہے سالکان طریقت کی رہنما امید
نہ دوستی کی ہے دنیا سے ابتدا امید — نہ ہی وفا کی زمانہ سے انتہا امید
ہزاروں خواہشیں بندہ خدا سے رکھتا ہی — ہے حق کی ذات پہ اسکو ہزار ہا امید
دم آئے آئے نہ آئے کیا جانے — ہے کسکو زندگی کی ایک دم بھلا امید
گناہ گار ہزاروں گناہ کرتے ہین — نہین ہی فضل خدا سے مگر وہ نا امید
جو آیا جانے کی خاطر ہے دار فانی مین — قیام کی وہ نہ رکھے یہان ذرا امید
بغیر حسرت و افسوس و نا امیدی کے — امیدواروں کو اس سے بھلا ہو کیا امید
وفا کی اہل زمانہ سے اس زمانہ مین — نہ ایک رکھے توقع نہ دوسرا امید
امید بندوں کی مطلب برآری کرتی ہے — دکھاتی سب کو ہی مطلب کا راستا امید

بھروسا رکھیگا پورا اگر تو خالق پر
تری برآئیگی فی الفور سرورا امید

وہی بندہ ہے غم سے آزاد — نہ رکھے جو کہ حب مال و اولاد
عیان ہے وحدت سے ہی کثرت کا جلوہ — اسی واحد سے ہی لاکھوں کی تعداد
وہ ہی شاہنشہ اقلیم ہستی — وہ ہی فرمانروا ملک ایجاد
خدا کے فیض سے پاتی ہے سب فیض — ہی خلقت جسقدر ارواح و اجساد
ہمیشہ دم بخود ہین اہل تسلیم — نہ زاری ہے نہ نالش ہے نہ فریاد

مطلع

رہیگا کب تلک یہ خانہ آباد — دھری باقی یہ ہی جس گھر کی بنیاد
خدا سے مانگ جو تو مانگتا ہے — کہ مل جاوے تجھے دولت خداداد
عزیزو نفس امارہ کو مارو — کرو قتل اسکو فوراً بیچ جلاد
گرفتار غم دنیا نہونا — الگ ہوجاو سب سے اور رہو شاد
نہو گر آدمی مین آدمیت — تو پھر کس کام کا یہ آدمی زاد
خوشی خالق کی گر تم چاہتے ہو — ہمیشہ رکھو اسکی خلق کو شاد
خدا کا دوست ہے حکم خدا سے — اگرچہ فاسق و فاجر ہو جواد

غزل اک اور بھی لکھ اس طرح پر
کہ خوش ہوں تجھسے مردان خدایاد

غم دنیا مین ہو جاسیگی برباد — تری یہ جان شیرین مثل فرہاد
نہو مغرور اتنا اور نہ کر فخر — بسابق عزت آبا و اجداد
دگر لائق ہے بیٹا اسے ہنرمند — کر اس عزت پہ عزت اور ایزاد
مجرد بن بشکل اہل تجرید — رہو فرد جہان مانند افراد
بوقت غم خدا پر رکھ بھروسا — خدا سے وقت مشکل مانگ امداد
خدا کا اے مسلمان مان فرمان — پذیرا کر جو ہو خالق کا ارشاد

مطلع

خدا کے روبرو کر اپنے فریاد — کہ دیوے وہ داد گر فریاد کی داد
کھڑا باغ جہان مین جب تلک ہے — رہو آزاد مثل سرو آزاد
نہین ملنے کا تجھکو رزق مقسوم — زیادہ حد سے اور قسمت سے ایزاد
نہ بھول اپنے خدا کو مثل فرعون — نکر لوگون پہ شدت مثل شداد

اُڑا ناحق نہ خاک اپنی کا خاکہ — مبادا آبرو ہو جائے برباد
بجھا مت دل سے سوز عشق کی آگ — یہ لوہا گرم رکھ مانند حداد
سبھی سے کرلے تیز اپنے دل کو — بنا سخت اپنا سینہ مثل فولاد
فقط ساری جہان آئینگے مرد و سست — بنا لے دوست مردان خدا داد
تری دولت تیرے وارث تیری بعد — بہت ہی جلد کر لیوینگے برباد
اُٹھا یا اُسکو لیا وینگے تمام — دیا کھا جائینگے سب ملکے داماد

ردیف ذ

تری حمد ایزدی سن سنکے سرور
زمانہ بولتا ہے آفرین باد

ہے اُسی دام تعلق میں یہ بندہ ماخوذ — باپ دادا بھی تھا جس پھندے میں اُسکا ماخوذ
کیسا پابند طمع ہوگیا انسان طامع — حرص کے پنجہ میں ہے آدمی کیسا ماخوذ
گرتا دانہ پہ نہ گر بھول کے مرغ نادان — کیونکر اس دام غم و رنج میں ہوتا ماخوذ
چھوٹ بھی جائے گر اس بند سے بندہ اکبار — اُسکو کر لیتے ہیں فی الفور دوبارا ماخوذ
ایسی آفت سے بھلا بچ سکے کیونکر انسان — جس مصیبت میں زمانہ ہے سراپا ماخوذ
کس مصیبت سے یہاں آدمی دن کاٹتا ہے — کس گرفتاری میں رہتا ہے پھنسا ماخوذ
جسنے پایا جسے دنیا میں مقید پایا — فی الحقیقت جسے دیکھا ہی سو دیکھا ماخوذ
آدمی ہوتا اگر صاحب ہوش و ادراک — مجلس غم میں نہ ہوتا کبھی ایسا ماخوذ
ایسا زنجیر تعلق میں نہ ہوتا پابند — ایسا زندان تفکر میں نہ ہوتا ماخوذ
چھوٹنا یاد رہے جب تک کہ نہ دم جائیگا — دام دنیا میں جسے دار رہنا ماخوذ

دیکھیں کب نکلیگی سرور کے تن زار سے جان
دیکھیں کب چھوٹیگا زندان سے پرانا ماخوذ

نہ کر لکھ لکھ کے کالے اسقدر اے بیخبر کاغذ — سیاہی خشک کر لکھنے میں اتنی اور نہ تر کاغذ

بنا کر جسکو سب اہل نظر تعویذ جان رکھین
کوئی ایسا خدا کی حمد مین تحریر کر کاغذ

تری سمجھائی کو اس کاتب خوشخط نے لکھے ہین
مضامین اپنی وحدت کے بہر لوح دبیر کاغذ

تعلق کا بڑھا دفتر نہ اس دیوان عالم مین
قلم مت توڑ اتنے اور نہ کر خرچ اس قدر کاغذ

لپیٹا جائیگا جسوقت دفتر تیرے دیوان کا
نہ آئیگا کہین اسکا نظر باز دگر کاغذ

رقم کر ہو سکین جتنے مضامین خاکساری کے
کہ ہو روشن تشکل کاغذ زر سر بسر کاغذ

مطلع

لکھ ایسا ذوق و شوق حق مین ای اہل نظر کاغذ
کہ کر جائے ہر اک مشتاق کے دل مین اثر کاغذ

خدا کا نام اپنے صفحۂ دل پر حفظ لکھ لے
نہ رکھ دفتر کے دفتر باندھ کر تو اپنے گھر کاغذ

ورق کسواسطے شام و سحر تا دان الٹتا ہے
کیا کرتا ہی دن اور رات کیون زیر و زبر کاغذ

موحد نبکے کر لے یاد نکتہ ایک وحدت کا
نہین لکھا ہے جسکو خامۂ قدرت نے بر کاغذ

سیاہی پھینکدی ہی تو نے اتنی اپنے نامہ پر
کہ آتا ہے نظر کالا جدھر دیکھو ادھر کاغذ

ردیف ر

مطالعہ کر کتاب عشق کا شام و سحر سرور
حفظ رکھ نامۂ اعمال کا پیش نظر کاغذ

بندہ عاجز کسلئے کرتا ہے اتنا زور و شور
اسقدر کیون خاک کا کرتا ہے پتلا زور و شور

ہوکے مغرور اپنی دکھلاتا ہی بندہ ناتوان
کیسی طاقت کیسی قوت اور کیسا زور و شور

تھوڑی سی ہستی پہ ہی کسواسطے جوش و خروش
اس ذرا سی بات پر ہوتا ہی کیسا زور و شور

سیکڑون رستم ہزارون پہلوان لاکھون امیر
چل دیے دکھلا کے آخر اپنا اپنا زور و شور

ٹوٹ جائیگی یہ قوت بازوون کی ناگہان
خاک مین مل جائیگا انسان کا سارا زور و شور

ہاتھ سے گر ہو سکے کچھ کام کر اے مرد کار
فائدہ کیا ہی زبان سے اتنا کرنا زور و شور

مرد میدان عبادت ہے وہی مرد خدا
آکے اس میدان مین جو دکھلای پورا زور و شور

مال دنیا کا حقیقت مین کوئی مالک نہین
کرتے ہین ناحق ہمیشہ اہل دعوی زور و شور

ہے ادھر بندون کے دل مین جوش ن جوش گناہ
حق کی رحمت کا ادھر کرتا ہے دریا زور و شور

آج تیرے جسم مین جتنی بھری ہین قوتین
چار دن کے بعد یہ رہجائیگا کیا زور و شور

اصل مین ای پہلوان گر زور ہو تیری سرشت
پھر بھلا کس بات پر ہوتا ہے ایسا زور و شور

لکھی یہ سرور رہ زور و شور کی تونے غزل
جسکو سنکر دل مین ہو جاتا ہے پیدا زور و شور

خوشی سے مان سرور حکم تقدیر
کہ چارہ ہی نہین چلتی اسمین تدبیر

نہ دے ہاتھون سے عجز و خاکساری
اگر اسکے عوض ملجائے اکسیر

بہ لوح سینہ لکھ لے حق کا نقشہ
یہ تصویر اپنے دل پر کر لے تحریر

زبان پر لا نہ غیر از راستی بات
کہ اہل دل بھی سن لین تیری تقریر

زمانہ مرگ کا ہے آنے والا
نہ ہوگی اسمین کچھ تقدیر و تاخیر

کہان رہجائینگے قائم ترے بعد
یہ عالی شان محل اور اونچی تعمیر

نشانہ موت کا ہوگا تو آخر
پڑیگا بر ہدف اک روز یہ تیر

گناہون کی معافی مانگ حق سے
خدا سے بخشوا ہر ایک تقصیر

عبث کرتا ہے تو دنیا کی خاطر
یہ سب حیل و فریب و مکر و تزویر

بہت پچھتائیگا جس وقت تجھکو
ملیگی آخرت مین اسکی تعزیر

خوشی مت ہو اگر ملجائے دولت
دگر چھن جائے مت کر دلکو دلگیر

ابھی کہا سرور اغم عاقبت کا
سنو اراس کام کو کر اچھی تدبیر

ملکے بیٹھو دوستو بہر عبادت بار بار
یہ جگہ ایک ایک دو دو تین تین اور چار چار

عمر گذری کٹ چکا دن شام کا اب وقت ہے
کر سکیگا کیا بھلا اسوقت اے بیکار کار

گل نہ آئیگا نظر گلشن مین جب وقت خزان
عندلیب زار روئیگی نہ کیونکر زار زار

دو ہی نہین سکتے ہین تجھکو بد دو دنیا کے دوست
بن نہین سکتے ہین دشمن دوست اور اغیار یار

بے تعصب ہر کسی سے مل کہ حق تجھکو ملے
جس طرح ملتے ہین باہم دوست اور یار یار

سیر کر اور دور سے گل دیکھ اس گلزار کے
پر بنا اپنے گلے کا اُنکو مت زنہار ہار

ٹوٹ جائینگے یہ سب پیوند بعد از چند روز
رشتے سب ہو جائینگے دنیا کے آخر تار تار

نفس کافر سے بہادر بنکے لینا انتقام
اُسپہ خود کرنا پکڑ کے ہاتھ مین تلوار وار

ایک دن یہ سانپ بنکے مار ڈالیگا تجھے
نفس امارہ کیا کرتا ہے ہر دم مار مار

موسم گل یا خزان ہو لالہ زار دہر مین
دل کو ایسے انقلابون سے نہ رکھنا خار خار

سخت بیماری ہے دردِ دل تو اپنے آپ کو
بنکے نا پرہیز مت اے سرور بیمار مار

وحدت کا کر زبان سے اقرار بار بار
کر منہ سے حق کے کلمے کی تکرار بار بار

کرتا رہو ہمیشہ صفا دل کا آئینہ
لگ جائے تا کہ اُسکو نہ زنگار بار بار

کر بار بار بندگی رب کریم کی
سر کو جھکا کے سجدے مین اے یار بار بار

کس کس طرح دکھاتا ہے تازہ بہار دیکھ
ہر فصل مین یہ گلشن بیخار بار بار

برسا خدا کے خوف سے خون جگر مدام
آنکھون سے شکل ابر گہر بار بار بار

مطلع

حق سے وہ پائے دولت دیدار بار بار
ملجائے بار جسکو بدربار بار بار

آنکھون سے جسنے پردۂ ظلمت اُٹھا دیا
دیکھا اُسی نے چہرۂ دلدار بار بار

کب بار بار بولینگی گلشن مین بلبلین
کب پھولے گی یہ حسن کی گلزار بار بار

حق بار بار کرتا ہے سب کے گنہ معاف
توبہ قبول کرتا ہے غفار بار بار

آخر وہ پا ہی لیگا مسیحا کو ایک دن
ڈھونڈے اگر کوئی اُسے بیمار بار بار

پھیلا بغیر حق کے نہ غیرون کے روبرو

دست سوال سر و رنا دار بار بار

ورد کر نام خدا لیل ونہار — مغفرت کا ہے اگر اُمیدوار
بندگی کر حق کی اے اہل وجود — کام مین مت سست ہو ای نابکار
بندہ کہلاتا ہے گر دنیا مین تو — بندہ بن اور بندگی کر اختیار
خانۂ دنیا مقطع خانہ ہے — پر نہین ہے اسکی بنیاد استوار
زندگی اپنی کے دن گنتا رہو — بلکہ ہر دم مرگ کا رکھ انتظار
عاشقِ جانباز بن جائے اگر — کر دے اپنی جان و دل اُس پر نثار

مطلع

عاجزی کر عاجزی ای خاکسار — کیونکہ ہے یہ عجز تیرا افتخار
گلشنِ دنیا کا بن کر عندلیب — سیر کر در ہر خزان و ہر بہار
گاہ ذوق و شوق مین ہو نغمہ زن — گاہ گل کی یاد مین رو زار زار
پائے کوئی خار بھی اسمین اگر — رکھ نہ کچھ بھی اپنے دلمین اس سے عار
غم نہ کھا دنیا کا ہرگز غم نہ کھا — دل کو رکھ اسمین بحال و برقرار
کیون نہ بخشیگا تجھے رزاق رزق — کیون نہ پالے گا تجھے پروردگار
برکنار اس سے رہو ای مرد حق — ہے یہ دنیا بحر ناپیدا کنار
کر کے عاجز مار ڈالے مرگ نے — جبکہ زال و رستم و اسفندیار

ردیف ز

باوجود ضعف و عجز و لاغری
پھر ہے اے صبر و ہنر کیا اعتبار

لیے ہین نفس نے اس طرح دانت خنجر تیز — کر اسپہ تو بھی اُسی طور اپنا خنجر تیز
ملا دو خاک مین گردن پکڑ کے دشمن کو — کر ایسا حملہ کوئی اسپہ مرد بن کر تیز
رہا ہی تھوڑا سا دن باقی دور منزل ہے — چل اپنی راہ مین مانند باد صرصر تیز

فرشتہ نیکی سے پہونچ جاتا عرش پر انسان
گر اسکی خاک کو لگجاتے شوق کے پر تیز

رہیگا سست اگر حق کی بندگی مین تو
نہو گا کس طرح پر تجھپہ نفس کا قہر تیز

کہین بھی کچھ نظر آتا نہین زمانے مین
اندھیری چلتی ہے دنیا مین ایسی گھر گھر تیز

کسی سے بول نہ کچھ دم بخود رہو لیکن
خدا کی ذکر کا وقت آئے جب زبان کر تیز

ہوا نہ کون سے رتبے پہ آدمی مغرور
ہوا ہے بندۂ کاہل وجود کس پر تیز

تجھے بمنزل مقصود صاف لے پہونچے
اگر ہو ساتھ ترے کوئی اچھا رہبر تیز

نہ کھینچ ادنی سی بات پہ تو دمبدم تلوار
زبان کو اپنی نہ کر لے بشکل خنجر تیز

وہ چاند سب کو ہمیشہ دکھائی دیتا ہے
نظر نہین ہے یہ افسوس تیری سرور تیز

آنکھ مت حق کی عبادت سے چرانا روز روز
بندگی مین تازہ مت لانا بہانہ روز روز

تجھکو وہ روزی رسان دیتا ہے کھانا روز روز
تیرا ہو پہنچتا ہی تجھکو آب و دانہ روز روز

مانگنے غیرون کے گھر ہرگز نہ جانا روز روز
روز روز اپنا نانا اور کھانا روز روز

قصر عالم کا بنانا نقشہ جانا روز روز
روز روز اسکو بنانا اور گرانا روز روز

منزل فانی کو اپنا گھر بنا مت بیٹھنا
ڈھونڈ لینا اپنے رہنے کا ٹھکانا روز روز

روز روز اپنے گناہونکا سمجھ لینا حساب
اسپہ رونا روز روز آنسو بہانا روز روز

روز روز اس خالق اکبر کی کرنا بندگی
سجدۂ و تسلیم مین گردن جھکانا روز روز

تازہ تازہ رنگ دکھلاتا ہے روز اتنا فلک
حالتین اپنی بدلتا ہے زمانہ روز روز

ہو چکیگا ختم جسدم ای مسافر یہ سفر
پھر یہان ہو گا ترا کب آنا جانا روز روز

مت بھڑکنے دینا آگ اپنی ہوا و حرص کی
اسکو تم آب ندامت سے بجھانا روز روز

دوستون کا ایک دن کر لینا پورا امتحان
ایسے دمبازون کا دم بھر ورنہ کھانا روز روز

وقت مشکل سب کی لیتا ہی خبر بندہ نواز
پالتا بندون کو ہی شام و سحر بندہ نواز

ہی وہی مالک خدا ہے بحر و بر بندہ نواز
پادشا فرمانروا ہے خشک و تر بندہ نواز

اپنا بندہ جسکو خود لیتا ہے کر بندہ نواز
پھیرتا اسکو نہین پھر در بدر بندہ نواز

خوش نہین ہوتا کسی بندی سے غیر از بندگی
چاہتا ہے بندگی کو اس قدر بندہ نواز

ذرّے کو سورج بنا دے خاک کو سونا کرے
مہربانی سے کرے جسپر نظر بندہ نواز

کوئی دشمن دشمنی دنیا مین کر سکتا نہین
ہو وے بندی کی حمایت پر اگر بندہ نواز

بیکسی مین بندۂ بیکس کا بچاتا ہے کس
مرغ بے پر کو لگا دیتا ہے پر بندہ نواز

زور کمزوروں کو کرتا ہے عطا پروردگار
بخشتا ہے بندۂ بے زر کو زر بندہ نواز

پالتا ہے اپنے بندون کو وہ رب العالمین
رحم کرتا ہی وہی ہر ایک پر بندہ نواز

مہربان اُسپر ہین سب جسپر خدا ہی مہربان
ہین اُدھر بندی بھی اُسکے ہو جدھر بندہ نواز

بندی سب ورد زبان کرتے ہین تیرے اشعار کو
سرور ان مین اگر بخشے اثر بندہ نواز

فی الحقیقت وہ خدا ہے کارساز
اٹھاتا بندون کے ہے ناز و نیاز

صدق و اخلاص و نیاز و عجز سے
پڑھ نماز اے بندۂ حق پڑھ نماز

با ادب ہو کر جناب حق مین بول
کون تیرے اسکے سنتا ہے راز

در گذر عزت سے اپنی لیسے عزیز
رکھ بخاک عجز سر اے سرفراز

مل اسی کو جسکو ملنا چاہیے
ان کج سے ملنے واجب احتراز

چھوڑ سب آلودگی اے سینہ صاف
جان و دلکو پاک رکھ اے پاکباز

ہاتھ کر کوتاہ مال و جاہ سے
چھوڑ حرص طول و امید دراز

فاش مت کر رازداروں کے بغیر
وقت حاجت بے ضرورت کار راز

بر زبان لاتا نہین جز یاد حق
مرد عاشق صاحب سوز و گداز

عشق ذرون کو بنا دیتا ہے ہور
عشق کردیتا ہے گنجشکون کو باز

عشق سے دنیا مین شہرت پا گئے
خسرو و شیرین و محمود و ایاز

دوڑ ہر مطلب برآری کے لیے
حملہ کر مثل سوار یکہ تاز

جب شکار آئے کوئی اچھا نظر
پنجہ کھول اور مار چنگل جیسے باز

ردیف س

کیون یہ ہے ناوان تعلق مین اسیر
کیون ہے سر دریا سے بند حرص و آز

جیتے جی کرتا ہے کب دنیا سے دنیا دار بس
اپنے منہ سے گرچہ وہ کہتا ہے سو سو بار بس

زندگی مین جھگڑے ہو جاتا ہے بڑھاتا آدمی
دم نکل جاتا ہے جب ہوتی ہین سب تکرار بس

سخت مہلک ہے یہ بیماری ہوا و حرص کی
جانستان آزار ہے دنیا مین یہ آزار بس

ہے خدا ہی داروے درد دل درماندگان
ہے خدا ہی دستگیر بندگان زار بس

وقت مشکل ہے وہی ہر ایک کا مشکلکشا
اور غم و رنج و الم مین ہے وہی غمخوار بس

پردہ پوش خلق ہے وہ ایک ستار العیوب
واقف اسرار دل ہے ایک وہ دلدار بس

جاتے جاتے عمر جائیگی گذر اپنی تمام
آتے آتے دم یہ ہو جائیگا آخر کار بس

تجھ سے دنیا کی عمارت ختم ہونیکی نہین
چھوڑ دے اسکو یہان بس کر دیوار بس

کھا چکا دنیا کو تو اور تجھکو دنیا کھا چکی
اب تو کر اس سے خدا کے واسطے انکار بس

سیر اس گلزار کی کر لے کہ بعد از چند روز
ختم ہو جائیگا گل اور موسم گلزار بس

اس تجارت گاہ مین کچھ کر لے سود زین و دین
ہونے والا ہے یہ سودا ختم اور بازار بس

خدا کی ذات کو ہر ایک دم سمجھنا پاس
خیال دور کرے دلربا بٹھانا پاس

کبھی کہین نہین جاتا ہے گھر سے گھر والا
قیام رکھتا ہے بندہ کے اسکا مولا پاس

ہے نحن اقرب ارشاد ذات ربانی
خدا ہے بندہ کے پاس اور خدا کے بندا پاس

ہمیشہ دیتا ہے روزی گناہ گارون کو
خدا کو بندۂ ناچیز کا ہے اتنا پاس

عزیز وہ ڈھونڈھتے کیون در در پھرتے ہو
ہمیشہ جبکہ رہا کرتا ہے وہ مولا پاس

خدا کا نام فقط رکھ لے پاس دنیا مین
اٹھا وہی باقی جو ہے مال و زر خزانا پاس

جہان سے جائیگا جسوقت ساتھ کیا لیگا
جب آیا پہلے تھا اسوقت رکھتا تھا کیا پاس

اگر تو لوگون کی خاطر عزیز رکھے گا
تیرا کریگا نہ کیونکر زمانہ سارا پاس

دوائی درد دل زار غیر سے مت مانگ
کہ تیرے رہتا ہے وہ چارہ گر مسیحا پاس

دم اخیر سمجھ لو ہر ایک دم اپنا
ہے اسکے جانے مین باقی کوئی گھڑی یا پاس

سفر ہے طول رہ آخرت کا اے سرور
بہت سا خرچ تم اس راستے مین رکھنا پاس

لائی جو جنس اچھی اس بازار مین وہ پائی جنس
نقد وہ حاصل کرو ساتھ اپنے جو لیجائی جنس

سود سوداگر کو دیتا ہے وہی سودائی جنس
ردیہ جس جنس کے ہر جنس کی شہرائی جنس

ہے مناسب ایسے سوداگر کو یہ سوداگری
جو بازار محبت بیش قیمت لائی جنس

سائلون کی ہر طرح سے لے خبر مرد غنی
وقت پر گر نقد کچھ حاصل نہو دلوائے جنس

ہے محبت اپنی اپنی نوع سے ہر نوع کو
چاہتے ہین اپنی اپنی جنس کو اپنائے جنس

مال و زر دیکر چھڑا دنیا سے اپنے آپ کو
جان بچ جائے اگر ہرگز نہ کر پروائی جنس

لے پہنچ گھر تک سلامت ہر فنون کے مال کو
راستے ہی مین مبادا اپنی تو لٹوائی جنس

سوداگر اچھا کہ اس سے تجھکو ہو سود اچھا
جنس لا اچھی کہ تجھکو فائدہ پہونچائی جنس

کر دے سائل کے حوالے جسقدر ہے جنس و مال
[illegible] ضرورت تجھکو وہ ملجائی جنس

پورا سوداگر ہے اور نامی وہی دوکاندار
ہر طرح کی جو کہ اس بازار مین پھیلائی جنس

سرور نادار کیا اپنی کرے حالت بیان
کھولکر نقد اپنا یہ دکھلائے یا دکھلائے جنس

دور ہی سے سونگھ اس گلشن کی باس — پر لگا مت ہاتھ مت جا گل کے پاس
حق تری ہر عرض کرتا ہے قبول — مانتا ہے وہ تری ہر التماس
مستحقوں کو اٹھا دے اپنا مال — حق شناسی کر سدا اے حق شناس
کھول دہ کیسہ جو ہی باندھے ہوئے — پاس مت رکھ اسکو جو رکھتا ہے پاس
غم نہ کھا اے مرد دانا غم نہ کھا — کام سب تیرے خدا کر دیگا راس
مشکلیں کر دیگا حل مشکلکشا — بن کے صابر صبر کر مت ہو اوداس
چھوڑ ہی جائیگا آخر جتنا گنج — کر لیا ہے جمع تونے اپنے پاس
ہوگیا فربہ اگر تو کیا ہوا — خاک کھا جائیگی آخر تیرا ماس
پاک کر دلکو ہوا و حرص سے — جسم کو دھو اور بدل اجلا لباس
بندہ بن مت ڈر کسی بدخواہ سے — عاجزی کر اور نہ رکھ دل مین ہراس
کون اس دار فنا کو چھوڑتا — گھر اگر ہوتا یہ مستحکم اساس
ذات حق ہے مالک ملک جہان — رازق وحش و طیور و جن و ناس
مرد طماع و حریص و گرسنہ — رات دن گردش مین ہے مثل خراس

ردیف	سر در راہ تو بندۂ حق ہے اگر سر جھکا اور کر ادا حق کا سپاس	ش

کارکن سرگرم ہر شام و سحر در کار باش — روز و شب در انتظام کار خود ہشیار باش
در محبت دایما دل زندہ باش اے زندہ دل — در عبادت روز بے آرام و شب بیدار باش
نرم مثل موم شو یا سنگدل مانند سنگ — باش گل در سنبلستان جہان یا خار باش
سینہ کن صاف از ہمہ گرد و غبار ماسوا — صورت آئینہ مصور تشکل یار باش

مطلع

عاشق روے مسیحائی اگر بیمار باش — گر تو ہستی طالب گل عندلیب زار باش

دیدۂ صورت بہ بند و چشم معنی باز کن
پردہ ہا بردار و محو جلوۂ دیدار باش

کن بوحدت اعتراف و از دوئی انکار کن
با خدا کن دوستی و از خودی بیزار باش

تشنہ شو تا جرعۂ از آب حیوانت دہند
دل بدلبر بخش و در اہل دلان دلدار باش

سر مپیچ از بارگاہ حضرت باری تعال
روز تا شب باورش پوید چون دیوار باش

باش نالان شکل بلبل در فراق روی گل
نغمہ زن پر سوز دل مانند موسیقار باش

باش مملوک جہان ای بندہ تا مالک شوی
سر بنہ سرور بخاک بندگی سردار باش

خدا کی رکھتا ہے جو بندۂ خدا خواہش
خدا بغیر کسی کی ہے اسکو کیا خواہش

مرادیں چاہنے والوں کو چاہ دیتی ہے
ہے سب کے مطلب و مقصد کا مدعا خواہش

زمانہ سارا ہے دیوانہ اپنے مطلب کا
نہ یار رکھتا ہے تیری نہ آشنا خواہش

خدا کو جب تری خواہش ہمیشہ رہتی ہے
تو اسکی کیوں نہیں رکھتا ہے دائما خواہش

خدا ہی چاہے تو بندہ کی پوری خواہشیں ہوں
کہ ایک بندہ ہے یہ اور ہزارہا خواہش

خدا ہی بندوں کو ساری مرادیں دیتا ہے
وہ پوری کرتا ہے انکی ذرا ذرا خواہش

اخیر دنیا سے چل دیگا چاہنے والا
یہاں ہی اپنی ہر اک چھوڑ جائیگا خواہش

خدا کے چاہنے والے کسی کی رکھتے ہیں
نہ ابتدا میں ضرورت نہ انتہا خواہش

ہر ایک شخص کے دل میں جہان فانی میں
جدا جدا ہے تمنا جدا جدا خواہش

رہیگا سب کا زمانے میں گر تو خواہشمند
تری بھی دنیا میں ہر ایک رکھیگا خواہش

خدا سے مانگو جو تم مانگتے ہو اے سرور
کسی کی رکھ نہ بجز ذات کبریا خواہش

سر جھکا سرور کہ حق تجھکو کرے ہمتائے عرش
لامکاں بن جا کہ حق بخشے مکان بالائے عرش

خاکساران الٰہی نے وہ پایا ہے عروج
سرنگوں جنکے کمال رعب سے ہو جائے عرش

بندگان حق اگر دیکھیں نگاہ تیز سے / لرزے زمین فوراً آسمان کانپے زمین تھرائے عرش
آسمان پہ کہساران زمین کرتی ہیں سیر / خاکبوسان محبت چومتی ہیں پائے عرش
عاجزی اس خاک کی منظور ہے حق کے حضور / ہے مناسب اُسکے پایہ سے اگر شرمائے عرش
کھول دست عجز حق کے سامنے وقت دعا / تاکہ کھل جائیں اجابت کے لیے درہائے عرش
سر زمین پر ہے غنیمت جسکو فرش بوریا / فی الحقیقت دل میں وہ رکھتی نہیں پروائے عرش
دیدۂ دل جسکے روشن ہیں بنور ایزدی / کیا عجب ہے گر زمین پر بیٹھکر دکھلائے عرش
جاذب جذب محبت گر کشش پیدا کرے / فرش سے تجھکو اُٹھا لیجائے وہ بالائے عرش
خاک پر سر رکھ کہ جھک جائے فلک تیری طرف / رو خدا کے خوف سے تجھپر گہر برسائے عرش

افتخار دو جہاں ہے سرور عالم کی ذات
اُنکی پابوسی سے سرور کیوں نہ عزت پائے عرش

حق وہی سنتا ہے بندہ حق نیوش / کھل چلے جسکے کلام حق سے گوش
عمر کو مت کھاتے پینے میں گذار / مت گنوا یہ دن بفکر نان و نوش
گھر بنا کر اس سرائے دہر میں / کس لیے رہتا ہے یہ خانہ بدوش
اس قدر سر کیوں اُٹھاتا ہے حباب / خالی ہنڈیا اتنا کیوں کھاتی ہے جوش
رکھ کسیکی بھی بدی پر مت نظر / دیکھ مت بندوں کے عیب اے پردہ پوش
قطرۂ ناچیز دریا کی طرح / لون لگے برتنے پہ کرتا ہے خروش
کام بہوتوں کے کیوں کرتا ہے تو / حق نے جب بخشا ہے تجھکو عقل و ہوش
کاٹ لیتے ہیں زمانہ رنج کا / اہل تسلیم و رضا ہوکر خموش
زہر کا اُن کو اگر ملجائے جام / مثل شربت اسکو کر لیتے ہیں نوش
مان فرمان الٰہی جس طرح / مانتا ہے بندۂ حلقہ بگوش

دل میں کر ذکر خدا جس سے نہ ہون

ص	سرور را واقف زبان و چشم و گوش	ردیف

ہے دین و مذہب و ملت کا مقتدا اخلاص
فقط یہی رہ طریقت کا رہنما اخلاص

نہ تھا یہ عالم ایجاد جب نہ تھا اخلاص
کہ قصر عالم ہستی کی ہے بنا اخلاص

بنا خدائی کا محبوب مرد با اخلاص
خدا اسی کو ملا جس کو مل گیا اخلاص

ہر ایک بات میں ملحوظ دوستی کے لیے
ہر ایک کار کر اے مرد کاربا اخلاص

قیام جس سے محبت کو ہے قیامت تک
سرا ہے وہ ہر میں ایک صدق با اخلاص

حصول دولت و اقبال و مال کے خاطر
ہے صدق و راستی اکسیر و کیمیا اخلاص

مطلع

خدا کے بندوں سے کر بندۂ خدا اخلاص
تمام دنیا سے گر بڑھ سکے بڑھا اخلاص

رکھ ایسا اہل محبت سے تو سدا اخلاص
کہ رکھیں تجھ سے بھی سب یار و آشنا اخلاص

اگر ہے قید تفکر سے مخلصی منظور
گھٹا دے بغض و عداوت کو اور بڑھا اخلاص

بنا ہے تجھکو ہے اخلاص دین و دنیا میں
کہ ہے ذریعۂ مسجود و دوسرا اخلاص

بنائے خانۂ الفت ہے جس سے مستحکم
محبت ایک ہے رکن اسکا دوسرا اخلاص

کرے ہزار عبادت تو کیا ہے اے سرور
کہ ذات باری کو منظور ہے ترا اخلاص

دربدر اس آدمی کو بھیک منگواتی ہے حرص
جسکے گھر جاتا ہے اسکو بھیک دلواتی ہے حرص

حرص سے آنکھ اپنی بندہ کیسی کر لیتا ہے بند
اندھا بن جاتا ہے جسدم شکل دکھلاتی ہے حرص

پردہ پڑ جاتا ہے از خود اسکی عقل و ہوش پہ
جسکے گھر بے پردہ ہوکر روبرو آتی ہے حرص

جسجگہ جانا نہیں ہوتا کبھی اسکو پسند
واں بھی بے عزت بنا کر اسکو لیجاتی ہے حرص

چھوڑتی باقی نہیں کچھ آبرو طماع کی
گالیاں ہر دوست و دشمن سے کھلواتی ہے حرص

حرص سے بدنام ہو جاتا ہے ہر اک نیکنام
صاحب عزت کو ذلت کیسی پہنچاتی ہے حرص

طبیعت انسان مین عیب حرص ہے کیا سخت عجیب
آدمی کی ذات مین کیا سخت بدذاتی ہے حرص

حرص کب مرتی ہے جب تک مر نہ جائے آدمی
جان دیکر دنیا سے جبتک اسکی کب جاتی ہے حرص

آنکھین اونچی اپنی کرسکتا نہین مرد حریص
انکے ہم چشمون مین اسکو کیسی شرماتی ہے حرص

آدمی کو ایک دم لینے نہین دیتی ہے دم
کرکے حیران شرق سے تا غرب دوڑاتی ہے حرص

کچھ نہین ہوتا نصیب اسکے بجز خار الم
جسکو سرور اپنا رنگین باغ دکھلاتی ہے حرص

خدا کے رستے مین رہبر بنا تو ایسا شخص
جو ہووے مرد موحد کوئی یگانہ شخص

اسیر دام تعلق نہو جو دنیا مین
وہی ہے سارے زمانہ مین ایک دانا شخص

تمام لوگون کو اچھا وہی سمجھتا ہے
جو اچھے شخص نہین ہوتا ہے آپ اچھا شخص

بغیر ذات الٰہی غریب بندون کو
نہ دینے والا کوئی ہے نہ لینے والا شخص

رہائی پائی ہو جس نے اجل کے پنجے سے
ہوا نہ ایک بھی ایسا جہان مین پیدا شخص

خبر نہین ہے خدا کی خدائی کی جسکو
ہے خالی عقل سے وہ بے شعور کیسا شخص

اٹھائے بار عبادت جو اپنی گردن پر
ہزارون بندون پہ بھاری ہے وہ اکیلا شخص

غرض سے خالی کسی سے جو دوستی رکھے
نہ ایسا پہلے سنا ہے نہ کوئی دیکھا شخص

کرے جو دوستی سب سے وہی ہے پورا دوست
جو پیار رکھے زمانہ سے ہے وہ پیارا شخص

ملے بعالم ایجاد ہمکو کیا کیا لوگ
دکھائے صانع اکبر نے ہمکو کیا کیا شخص

وہ دم بھی آئیگا سرور فقط کسی دم مین
کہینگے لوگ کہ اب مرگیا فلانا شخص

ردیف ض

خود غرض خود مطلبون سے کچھ بھی مت رکھنا غرض
رہنا ان اہل غرض سے بے تعلق لاغرض

بے غرض کچھ نیک و بد سے دوستی ہے دوستدار
چھوڑ ارباب غرض سے ہو کے بے پروا غرض

اپنے بیگانے زمانے کے غرض کے یار ہین
رشتہ دارون مین فقط ہے مستعد رشتہ غرض

لیکے کیا آئیگا اے نادان بجز شرمندگی / جائیگا لیکر جہان کچھ اپنا مطلب یا غرض

مطلع

کیسی محجوبوں مین کرتی ہے تجھے رسوا غرض / بندہ بندون کا بنا دیتی ہے تجھکو کیا غرض

آجکل کے دوست منھ پر گرچہ کہلاتے ہین دوست / غور سے دیکھو تو ہوگی کوئی دربردہ غرض

حاجتین محتاج بندون کو نہ کردیتین اگر / پھر کوئی بندہ کسی بندی سے کب رکھتا غرض

مارے مارے سارے پھرتے ہین غرض کے واسطے / ہے ذریعہ آج کل دنیا مین ملنے کا غرض

آدمی جتنے ہین یا بندہ غرض ہین سربسر / ہے غرض دنیا و دنیا دار سرتاپا غرض

غیر کے در پر غرض لیکر نہین جاتا کبھی / جنکی گھر سے پوری کردیتا ہے خود مولیٰ غرض

مبتلاے رنج و غم سر در رہین دنیا مین ہم
کیا غرض ہے کیا غرض ہے کیا غرض

بندہ کی آپ سنتا ہے حق بار بار عرض / سائل کرے گر ایک گھڑی مین ہزار عرض

سن لینگے تیرے حال کی فریاد ذوالجلال / مانگیگے تیری حضرت پروردگار عرض

پھیلا کے ہاتھ مانگ دعا حق سے صبح و شام / کرلے زبان عجز سے لیل و نہار عرض

سائل کے گرچہ حال سے واقف ہے کردگار / ہے بندۂ غریب کو لیکن بکار عرض

درگاہ لاابالی مین زاری قبول ہے / آنسو بہا اور روکے کر زار زار عرض

تو بھی ہر ایک بندہ کی کر التجا قبول / جس طرح تیری مانتا ہے کردگار عرض

عفو گناہ کے لیے حق کی جناب مین / منت بہت سی چاہیے اور بیشمار عرض

سائل ہو بندہ نیکے بدرگاہ ایزدی / کر سر جھکا کے عجز سے اے جان نثار عرض

پرسش کے وقت دیکھیے خالق کے روبرو / کیا کچھ کریگا بندۂ بے اختیار عرض

دیتا نہین ہے کوئی مدد تجھکو وقت پر / سنتا نہین ہے کوئی ترا دوستدار عرض

مالک ترا ہے چاہے کرے تیرے باب مین

مت کر زبان سے سرور خدمت گزار عرض

ہے شہید بندگی کا آج بندہ بعض بعض	رہ گیا انسان ہے بابت اپنی کا پورا بعض بعض
راہ حق پر سیکڑون دوڑ گئے انسان مگر	منزل مقصود پر ان سب سے پہونچا بعض بعض
ہین بہت محتاج اس دنیا مین کم حاجت روا	لینے والے سیکڑون آ در دینے والا بعض بعض
کوئی کوئی ہے ہزارون سے خدا اپنے کا دوست	سیکڑون سے ہے جناب حق کا پیارا بعض بعض
سبکی دامنگیر ہین دنیاے دون کی لذتین	حرص سے خالی بیان جنکا تو ہوگا بعض بعض

مطلع

ہمنے مرد با خبر پایا تو پایا بعض بعض	بندۂ اہل نظر دیکھا تو دیکھا بعض بعض
حرف کیا خوشخط ہے اس کاتب نے لکھا بعض بعض	کیا صفا نقاش نے کھینچا ہے نقشا بعض بعض
بے موحد کے عزیز دکھل نہین سکتا کبھی	اسقدر توحید کا مشکل ہے نکتہ بعض بعض
عقل کھا جاتی ہے چکر جسکی حالت دیکھکر	انقلاب ایسا دکھاتی ہے دنیا بعض بعض
ساری دنیا کو اگر ڈھونڈے تم لیکر چراغ	صاف سینہ مرد روشن دل ملیگا بعض بعض

ردیف	پوری یا مشکلکشا ئی کیجیے کھولدو باقی جو ہے سرور کا عقدہ بعض بعض	طا

بندگی کا بندگان حق سے ہے اظہار شرط	ہے زبان سے کلمہ توحید کا اقرار شرط
حکم سے گردن کشی کرنا نہین بندے کا کام	بندگی مین سر جھکانا ہے فقط اے یار شرط
دونون تنگی اور فراخی لازم و ملزوم ہین	ساتھ ہر گل کے ہے بستان جہان مین خار شرط
سعی لازم عین موقع پر ہے مرد کار کو	آدمی کو کام کرنا ہے بوقت کار شرط
ماننا دل کی رضا سے شرط ہے حکم قضا	مذہب تسلیم مین ہے پر نہین انکار شرط
سبکو دکھلاتا ہے وہ مطلوب دل اپنا جمال	ہے طلب اسمین مگر اے طالب دیدار شرط
باندھکر شرط وفا حق سے یہان آیا تھا تو	اب تو مت کر بیٹھ ترک دوستی مت ہار شرط

ہوکے تائب ہر گھڑی کرتا ہے پھر تازہ گناہ
توڑ دیتا ہے تو اپنے قول کی ہر بار شرط

مانی جائے یا نہ مانی جائے تیری التجا
ہے مگر منہ سے ترے وقت دعا تکرار شرط

مانتا ہے عذر حق ہر بار جو کرتا ہے تو
گرچہ توڑے باندھکر تو اس سے سو سو بار شرط

ختم ہم کر لینگے انشاء اللہ عہد ایزدی
زندگی اپنی مگر سرور ہے دن دو چار شرط

منزل دنیا نہیں جائے نشاط
کیوں بچھاتا ہے بساط انبساط

بندۂ خاکی کی سچ پوچھو اگر
کتنی حیثیت ہے اور کتنی بساط

برزبان مت لا کوئی بیہودہ بات
ہر گھڑی ہر بات میں رکھ احتیاط

بندگان حق سے رکھ اے حق کے دوست
دوستی بیحد نہایت اختلاط

اچھے لوگوں سے بڑھانا چاہیے
اتحاد و اختلاط و ارتباط

رکھ بوقت رنج امید خوشی
یاد کر غم کو بوقت انبساط

ہے جہان میں چار دن کے واسطے
محفل عیش و خوشی بزم نشاط

رو نہیں ہوتا ہے حکم کردگار
تا نہ جائے اونٹ فی سم الخیاط

گرم یہ محفل رہیگی کب تلک
کب تلک بچھتا رہیگا یہ بساط

وہ نہیں مرتا جو باقی چھوڑ جائے
سر زمین پر مسجد و چاہ و رباط

گذرے دن سرور ضعیفی آگئی
طبع سے کر دور عیش و انبساط

آشنا مطلب کا ہے ہر اپنا بیگانہ فقط
ہے غرض کے واسطے یاروں کا یارانہ فقط

ہر جگہ ہے پرتو افگن نور وحدت کا چراغ
ہو رہی ہے ساری دنیا جسکی پروانہ فقط

اس مسافر کو سرائے دہر میں رہنا نہیں
ایک رات اسکا یہاں آنا ہے اور جانا فقط

دام دنیا میں فقط مرغ زیرک ہے اسیر
ہے بزنجیر تعلق بندۂ دانا فقط

کام مین اپنے سدا ہشیار یہ سرمست ہے
اپنے مطلب کا ہے دیوانہ یہ دیوانہ فقط

طالبِ حق کو فقط حق سے تعلق ہے مدام
اپنے بیگانہ سے رہتا ہے وہ بیگانہ فقط

گل نہین آتے نظر ہر وقت اس گلزار مین
چار دن آباد رہتا ہے یہ ویرانہ فقط

اور کیا حاصل ہے اس دنیا سے دنیا دار کو
ہی نصیب اس بندۂ غمگین کے غم کھانا فقط

دوستانِ حق کی ہے مردانِ حق سے دوستی
بندے رکھتے ہین خدا سے اپنا یارانہ فقط

فی الحقیقت سب کا حاکم ہے خدا کے حکم سے
جان و دل سے جسنے فرمان خدا مانا فقط

کوئی سمجھے یا نہ سمجھے نکتۂ توحید کو
کام ہے سرور کا یہ سمجھو کو سمجھانا فقط

نکال انکو جو ہین موجود اغلاط
ترے اعمال نامہ مین بافراط

نشان پایا نہ وحدت کا کسی نے
گئے سب ڈھونڈھتے سقراط و بقراط

کرے جو وقت پر حق کی عبادت
ادا کرتا رہے قرضہ کی اقساط

وہ اچھے بندون مین اچھا ہے بندہ
جو انمردون مین ہے وہ مرد محتاط

ترا دامان ہے سارا پارہ پارہ
بھلا کب اسکو سی سکتا ہے خیاط

نہ ٹل سچ بولنے سے سچے بندے
اگر مارا بھی جائے مثل سقراط

گنہ سب بخشوا اپنے خدا سے
کیے ہین جو یہان تونے بافراط

پشیمان ہو پشیمان ہو پشیمان
کہ ہے توبہ سے ممکن انکا اسقاط

نہ دے ہرگز طبیعت کو بگڑنے
برابر رکھ ہمیشہ اپنی اخلاط

سنوار اس گل کو سرور مثل گلگون
کر اس لکڑی کو سیدھا مثل خراط

ہو سکے کیونکر خدا کے علم پر بندہ محیط
کنہ ذات حق پہ ہو کیونکر قیاس اسکا محیط

دائرہ سے اسکے باہر رکھ نہین سکتا قدم
اسقدر ہے مرد دنیا دار پر دنیا محیط

ابر فیض حق برس جاتا اگر اس خاک پر ‌ ‌ ایک دم مین قطرۂ ناچیز بن جاتا محیط

ای موحد ذرۂ ناچیز بن یا آفتاب ‌ ‌ بادشہ ہو یا گدا یا ایک قطرہ یا محیط

تیری کشتی کا خضر خود ناخدا جب تک نہو ‌ ‌ ہوگا طے کسطور یہ بے انتہا دریا محیط

راست چپ پیش و پس کچھ دیکھ سکتا ہی نہین ‌ ‌ کیسا غفلت کا تری آنکھون پہ ہی پردا محیط

بحر فیض ایزدی رہتا ہے جاری ہر گھڑی ‌ ‌ موج زن ہے جا بجا فضل الٰہی کا محیط

سیکڑون غواص جس سے ڈوب کر نکلے نہین ‌ ‌ گہرا اور چوڑا ہے اس توحید کا کتنا محیط

آدمی اک دھوپ کا جلوہ ہی اور حق آفتاب ‌ ‌ قطرہ اک پانی کا یہ بندہ ہی اور مولا محیط

دور کیا گر ایک سے لاکھون بنا لے کردگار ‌ ‌ کیا عجب قطرے سے گر خالق کرے پیدا محیط

قلزم وحدت کا ای سرور کنارہ دور ہے
تیر کر طے کون کر سکتا ہے یہ سارا محیط

مرد با تدبیر کرتا ہے بہر کار احتیاط ‌ ‌ کیونکہ ہے ہر کار مین انسان کو درکار احتیاط

نیک و بد کار رکھ بوقت سیر بازار احتیاط ‌ ‌ باغ مین جائے تو کر اندر گل و خار احتیاط

اچھا ہو جائیگا بیماری سے آخر ایک دن ‌ ‌ کھانے پینے مین اگر رکھیگا بیمار احتیاط

اپنے نزدیک آنے مت دے آدمی کم ظرف کو ‌ ‌ اسمین کہہ ای مرد دور اندیش بسیار احتیاط

موسم گل مین بھلا دیتی ہے کیون وقت خزان ‌ ‌ اسمین کیون رکھتی نہین ہے بلبل زار احتیاط

مستعد ہو کام کے کرنے پہ جتنی مرتبہ ‌ ‌ چاہیئے اسمین کرے انسان بہ تکرار احتیاط

دیکھیا رکھنا خدا کی بندگی کے کام مین ‌ ‌ ہر گھڑی ہر مرتبہ ہر وقت ہر بار احتیاط

کام کیون کرتا ہی وہ بے احتیاطی سے خراب ‌ ‌ جسمین ہے ہر دم تجھے درکار ای یار احتیاط

مسئلہ وحدت کا جب کرنے لگے سرور بیان
ہی وہان ہر بات مین تجھکو سزاوار احتیاط

ردیف ظا

پہلے دن جو خامۂ قدرت نے لکھا لفظ لفظ ‌ ‌ ہو گیا اب صفحۂ عالم پہ ہویدا لفظ لفظ

پورے وحدت کی معانی کوئی پا سکتا نہیں
ہاں یہیں کہنے پہ آ سکتا ہے پورا لفظ لفظ

کیسا مضمون ہے مسلسل نسخۂ ایجاد کا
دفتر عالم کا ہے پیچیدہ کیسا لفظ لفظ

کلک قدرت کی چھپی تحریر کوئی بھی نہیں
حرف حرف اسکا عیاں ہے آشکارا لفظ لفظ

چشم عبرت سے مطالعہ کر کتاب کائنات
تا کہ آ جائے سمجھ میں شرح اسکا لفظ لفظ

ثابت اپنے دلمیں کر بعد از نفی اثبات کو
یاد کر لے بر زبان وحدت کا کلمہ لفظ لفظ

کھولی جائیگی خدا کے روبرو تیری کتاب
سارا پڑھ دیگے ترا اعمالنامہ لفظ لفظ

سب تری تقریر لکھتے ہیں کراماً کاتبین
جو نکلتا ہے زبان سے پورا پورا لفظ لفظ

غور کی آنکھوں سے ہر دم اپنی حالت آپ دیکھ
کر مطالعہ نامۂ اعمال سارا لفظ لفظ

کیا عجب حمد ایزدی دیوان ہے پہلی تجلی
ہے محبت خیز و درد انگیز جسکا لفظ لفظ

خاتمہ بالخیر کی ہمدرد سے حق میں کی دعا
ابتدا سے انتہا تک جسنے دیکھا لفظ لفظ

حفیظ ہے اپنی خلقت کا وہ خلاق جہاں حافظ
بہر جا و مکاں ہر وہ شہ کون و مکاں حافظ

پھلے پھولے نہ کیونکر بوستان عالم دنیا
کہ اپنے باغ کا رہتا ہے خود وہ باغبان حافظ

ترا بیشک خزانہ بچ رہے چوروں کے حملے سے
اگر گنجینۂ دل پر رہے تیری زبان حافظ

تصرف مالکانہ اسمیں کر گر اسکا مالک ہے
تو بن بیٹھا ہے کیوں اس مال و زر کا میری جان حافظ

گذر جائینگے دن تھوڑے سے جسدن پھر خدا جانے
کہاں ہوگا یہ گنجینہ کہاں مالک کہاں حافظ

سخی بنکر خدا کے نام پر دے ڈال مال اپنا
نہ کر اسکی حفاظت کو مقرر پاسبان حافظ

رہیگا خود خدا تیرا محافظ اس زمانے میں
اگر تو اسکے بندوں کا رہیگا ہر زمان حافظ

ہمیشہ یاد رکھ ذکر الٰہی ظاہر و باطن
بنکر عشق بنا لے اپنا دل ذاکر زبان حافظ

جو حافظ ہیں نگہبانی کیا کرتے ہیں قرآن کی
خزانہ معرفت کا دلمیں رکھتے ہیں نہان حافظ

گئیں اڑ کر کہاں وہ بلبلیں بستان عالم سے
کہاں سعدی کہاں جامی کہاں صائب کہاں حافظ

کسی کے ذکر سے ہرگز نہ رکھ کچھ واسطہ سن کر
خفا رکھ حفظ نام اُس نے ہے خالق کا بیان حافظ

ہر مرد صاحب دم کا ہر ایک دم محفوظ
بنا ہر راہ طریقت قدم قدم محفوظ

نہیں ہے ایک سی حالت میں حالت انسان
خوشی ہے اُسکی نہ محفوظ اور نہ غم محفوظ

اجل کے پیچھے ہے دابجار اسکندر
اور اس بلا سے فریدون نہ جم محفوظ

ہزاروں بندے گنہگار ایک دو مقبول
بہت سے لوگ ہیں آوارہ اور کم محفوظ

خدا کی زیر حفاظت ہے دفتر افلاک
خدا کے حکم سے ہے لوح اور قلم محفوظ

نہ ہوگا دنیا میں جب تک کہ خود خدا حافظ
ہوا و حرص سے کیونکر رہینگے ہم محفوظ

کب اپنے ظلم سے ظالم امان پاتا ہے
ستم سے رہتا ہے کب صاحب ستم محفوظ

یقین ہے دنیا کی پھندی سے جان بچا لیگا
گر اس بلا کے رہیگا تو بیش و کم محفوظ

محافظ ایسا کوئی ساتھ لے بوقت سفر
کہ رہزنوں سے ہو تیری رہ عدم محفوظ

کرا نیے ہاتھ سے تقسیم اپنا گنجینہ
نرکھ بکیسۂ حرص و طمع درم محفوظ

ع	غلام سرور ملک عرب یہ سرور ہے ہمیشہ جسکی حفاظت مین ہے حجم محفوظ	ردیف

سمجھ لے سوچ لے اب اپنے کام کا موقع
کہ روز ہاتھ نہیں ایسا آئیگا موقع

نکوئی کرلے کہ نیکی کے آج کل دن ہیں
بھلائی کرلے کہ ہیں انہوں بھلا موقع

ہیں دن جو کام کے انکو تلف نہ کر لینا
نہ لینا دیکھنا ایسا کہیں گنوا موقع

یہ بندہ سرکشی کرتا ہے کیا مناسب ہے
بُرے بھلے کا سمجھتا نہیں یہ کیا موقع

ہیں آنکھیں دیکھتی گویا زبان سے سنتی کان
ہے تیرے کام کا اچھا بنا ہوا موقع

مقطع

گذر یہ مفت اگر آج جائیگا موقع
ملیگا کوئی نہ پھر ایسا دوسرا موقع

رہے نہ دام مین دنیا کی آدمی دم بھر
اگر رہائی کا پائے یہ مبتلا موقع

وہ کام کر کہ قیامت کو تیرے کام آئے
گر اب تجھے کوئی ملجائے اچھا سا موقع

گلون کو دیکھلے کر سیر اس گلستان کی
کہ چار روز ہے اس کی بہار کا موقع

خدا نے نور بصیرت عطا کیا جسکو
ہوا اُسکی آنکھوں مین روشن ذرا ذرا موقع

کمان سے نکلا ہوا تیر پھر نہ آئیگا
ملیگا پھر نہ کبھی جب گذر گیا موقع

اُٹھالے فائدہ اب عنفوان زندگانی کا
کہ لینے دینے کا ہے آج بے بہا موقع

جب ایک موقع گنوا تا ہے تو رکھ امید
بنا ہی دیگا خدا کوئی دوسرا موقع

تلاش کر لے تو اپنی بھلائی کی خاطر
بھلا زمانہ بھلا وقت اور بھلا موقع

ضعیفی آئی جوانی گذر گئی سرور
ہے کھیل کود کا اب کون وقت کیا موقع

وہ بخش روشنی اہل جہان کو بنکر شمع
کہ تیری روشنی سے جلوہ گر ہو گھر گھر شمع

گر ایسا نور محبت سے اپنا دل روشن
ہو جیسے خانۂ تاریک مین منور شمع

زمانہ سارا ہو پروانہ تیری صورت کا
ہو روشن حسن عمل کی اگر تیرے گھر شمع

صفا بہ ظاہر و باطن کر اپنے سینے کو
کہ نور ذات سے روشن ہو باہر اندر شمع

ابھی سے خانۂ تاریک گور کر اُجلا
کہ تیرے جانے سے اول وہان ہو انور شمع

مطلع

اگر ہے جلنے سے موقوف ایک دم بھر شمع
کہیگا کون اُسے دنیا مین بار دیگر شمع

تو سوتا رہتا ہے تا فجر شمع جاگتی ہے
بہا تی غم کے ہے آنسو ہمیشہ تجھپر شمع

ہزارون جل چکے پروانے جسکے شعلون سے
بجھیگی جلنے سے اُنکے عوض مین کیونکر شمع

چراغ جلتے ہین روشن اسی چراغ سے ہین
ہے دیتی جلوہ اُسی شمع سے یہان ہر شمع

چراغ ہستی کا گل ہوگا ایک روز افسوس
نظر کسی کو نہ آئیگی یہ منور شمع

نظر نہ آئیگی صورت کسی پتنگے کی
سحر کو جلنے سے رہجائیگی جب آخر شمع

تمام خلق کو حاصل ہو روشنی جس سے
تو حسن خلق کی روشن کر ایسی سرور شمع

دوستون مین باعث رنج و نزاع
ہے یہ ملک و دولت و مال و متاع

نفس سرکش کی جو گردن توڑ دے
ہے وہی مرد بہادر اور شجاع

زینت دنیا ہے گرچہ جاہ و مال
دولت و اقبال و فخر و ارتفاع

لیکن آخر کار اسکا چھوڑنا
سخت مشکل ہوگا ہنگام وداع

علم بخشا ہے اگر حق نے تجھے
دی ہے ہر راز نہان پر اطلاع

عقل سے اپنی نئی باتین نکال
کر عیان اچھے سے اچھا اختراع

سب مسلمان جسکو مانین تو بھی مان
بات سن ہو جسپہ سب کا اجتماع

پوری کہ جو بات سچ کہنے کو ہو
کچھ نہ کر اسمین کمی و اختراع

موت گردن ہی دبا لیگی تری
جب اچانک بیخبر بے اطلاع

غیر تسلیم و رضا و عاجزی
کچھ نہ بن آئیگی اسے مرد شجاع

کہ کے اٹھ بیٹھینگے ساری یار دوست
الوداع و الوداع و الوداع

چاہتا ہرگز نہین ہے ذو الجلال
اپنے بندون سے بغیر از اتباع

تو بھی سن سرور کلام وعظ و پند
سنتے جس رغبت سے ہین صوفی سماع

اپنے مولی کی طرف رکھ ہر گھڑی اپنا رجوع
تا کہ ہو تیری طرف بھی ساری خلقت کا رجوع

تیری صورت بھی نہین دیکھینگے بعد از چند روز
آج کل جسکی طرف ہے سر بسر تیرا رجوع

خاک پر گرتا نہین کسواسطے ای خاکسار
کیون تو اپنی اصل کی جانب نہین کرتا رجوع

روز کر ورد زبان انا الیہ راجعون
ہے بحق حق کی طرف جب ایک دن کرنا رجوع

کسطرح رکھیگا حق سے دوستی نا حق کا دوست
سوی دین کیونکر کریگا عاشق دنیا رجوع

خاص نسبت جزو کو اس کل سے جس حالت مین ہے
کیون نہو کثرت کا وحدت کی طرف پورا رجوع

غیر سے رُخ پھیر اور حق کی طرف ای مرد حق
رات دن رکھ صورت قبلہ نما اپنا رجوع

فی الحقیقت ہی رجوع خلق بھی اسکی طرف
جسکا ہر دم حضرت حق کی طرف ہوگا رجوع

رات دن سرور نکمے کام مین مصروف ہے
کارکار آمد جو ہین اُن پر نہین اصلا رجوع

جمع کرتا ہے آدمی طماع
کسلیے اپنے گھر مین مال و متاع

لکھا قسمت کا صاف ملتا ہے
جب ہر قسمت و ہر اضلاع

پھرتا گھر گھر ہے کس لیے افسوس
نکلے ایسا حریص اور طماع

موت آئیگی ناگہان جس دم
لوگ اُس دم کرینگے تجھکو وداع

زور ڈالیگی جب کہ کم زوری
نہ شجاعت رہیگی پھر نہ شجاع

حق نے بھیجا ہے تجھکو دنیا مین
ہو اُسی کی طرف ترا ارجاع

اے مسافر خدا کے رستے مین
لاکھون رہزن ہین سیکڑون قطاع

لوٹ لیتے ہین رستہ چلتون کا
ڈاکون دیکر تمام مال و متاع

چاہیے مرد طالب حق کو
نہ عداوت کسی سے ہو نہ نزاع

سخت مشکل ہے نکتہ وحدت کا
وہی سمجھیگا جو کہ ہو طباع

آنکھین رکھتا ہی جو کوئی دیکھے
رو بے صنعت سے جلوہ صناع

ہی حقیقت مین سرور اموزون
تیری حمد ایزدی کا ہر مصراع

ردیف غ

رنگ و بوے باغ عالم سے معطر کر دماغ
خشک مغزی جس سے مٹ جائے تری ہو تر دماغ

جھوٹ ہی اس زندگی مین زندگانی کی امید
تا حق اُٹھتا ہی یہ بیہودہ خیال اندر دماغ

کیون ہی نافرمان بھلا وحشی طبیعت آدمی
سرکشی کرتا ہی حق سے کیون یہ انسان خر دماغ

عاجزون بیچے اختیارون کو نہین اچھا غرور
ان بچارون خاکسارون کو نہین بہتر دماغ

خاک مولد خاک مسکن خاک مدفن جسکا ہو
کیون ہو ایسے خاک کے پتلے کا گردون پر دماغ

گل نہین ہوتا کبھی اسکا چراغ زندگی
ہو چکا ہو جسکا نور عقل سے انور دماغ

نور وحدت سے منور ہو گئی ہر ایک آنکھ
ہو گیا ہر ایک سینہ صاف روشن ہر دماغ

بیٹھے بیٹھے فرش پر جو عرش کی کرتے ہین سیر
کیون نہو عرش برین پر انکا بالاتر دماغ

گندہ مغز ایسا ہوا کس بات پر ہے آدمی
اور رسائی یا د نخوت کسلیے ہے در دماغ

کون سے رتبے پہ روز افزون ہے اسکی سرکشی
دن بدن اسکا بگڑتا جاتا ہے کسپر دماغ

مغز مین جو جتنی ہے جاتی رہیگی ایک روز
خالی ہوگا ان جیالون سے ترا آخر دماغ

بندۂ زار ضعیف و عاجز و کمتر ہے
کون ہے پایہ پہ دنیا مین کرے سرور دماغ

اپنے گم گشتہ کا اسنے پا لیا سارا سراغ
جسنے اس رستے مین آ کر کھو دیا اپنا سراغ

مدعا حاصل کیا کی جسنے اسکی جستجو
پانون رکھا جسنے اسکی راہ پر پایا سراغ

یار ہر جائی کا انسان کسطرح پاوے نشان
کسطرح اسکا پتا کوئی نکالے یا سراغ

بیخبر ہے اپنی خود ہستی سے جس حالت مین ہے
پائیگا اپنے خدا کا کسطرح بندہ سراغ

مطلع

خلق سے خالق کا ہمکو مل گیا پورا سراغ
آخرش وحدت تلک کثرت کا جا پہونچا سراغ

رکھا جب خالق نے شہراہ طریقت پر قدم
ہر قدم پر اسکو جانان کا گیا ملتا سراغ

گھر تلک دلبر کے پہونچا جستجو کرتے ہوئے
جسکو دل نے ہو سراغی بنکے دکھلایا سراغ

چپے چپے پر پتا ملتا ہے اس گلفام کا
باغبان کا ہے یہان ہر باغ سے پیدا سراغ

جو مسافر جلد یا فانی سرایے دہر سے
پھر نہین اسکا کسی نے اس جگہ دیکھا سراغ

خاک اس خاکی کی جب اڑ جائیگی بنکر غبار
باقی رہجائیگا پھر اسوقت اسکا کیا سراغ

ہر قدم پر جسکا ہوتا ہو عیان نقش قدم
پھر نہین ملتا ہین باعث ہی کیا اُسکا سراغ

حق کا کیونکر پائیگا سرور پتا اس راہ مین
جب تلک پہلے نکالیگا نہ تو اپنا سراغ

دلمین کر روشن محبت کا چراغ
کر لے سوز دل سے سینہ باغ باغ

دلکو خوش کر لے گلون کو دیکھکے
باغ کی کر سیر ہو کر باغ باغ

دلمین بھر دے سر بسر عرفان کا نور
تا کہ ہو اُس سے ترا روشن دماغ

کر مقرر بندگی کے واسطے
اپنے او قات سے کوئی وقت فراغ

بندۂ خاکی کا کس رتبے پہ ہے
دوستو عرش معلّی پر دماغ

اہل دولت کسلیے ہوتا ہی خوش
بیٹھکر مردار پر مانند زاغ

اپنے رہبر کے قدم پہچان لے
تا کہ ملجائے تجھے اُسکا سراغ

حق کا عاصی بنکے ناداں آدمی
کیون لگاتا ہے صفا چادر کو داغ

کام کر ایسا کوئی جس سے رہے
حشر تک روشن ترے گھر کا چراغ

تازہ ہر موسم ترا گلزار ہو
پھولتا پھلتا رہی ہر وقت باغ

چھوڑ دو محفل صراحی توڑ دو
عمر کا اب بھر چکا سرور ایاغ

یہ کیسا باغ ہی دنیا کا ایک عمدا باغ
کہ دوسرا نہین ایسا پھلا اور پھولا باغ

ہی اُسکا نقشہ سراپا بہشت کا نقشہ
ہے عین گلشن جنت کا یہ نمونا باغ

بجز نکالے نہ نکلا وہ اس گلستان سے
بچشم غور یہ سرسبز جسنے دیکھا باغ

ہر بہار بدلتا ہے ڈھنگ یہ گلشن
نرالے رنگ دکھاتا ہی یہ ہمیشہ باغ

کبھی بہار کبھی ہے خزان گلستان مین
کبھی ہے پھولتا گلشن کبھی ہی پھلتا باغ

ہزار دن بلبلین اور سیکڑون مین گل اسمین
نہین ہے ہاں مگر کوئی اور اس سے اچھا باغ

مطلع

ہے کس نے دیکھا کوئی اور سطرح کا باغ — کہ سب کی آنکھونکی تپلی ہے یہ اچھا باغ
نظارہ اسکا فقط دور ہی سے کرلینا — سمجھ نہ بیٹھنا باغ جہان کو اپنا باغ
جو چاہو توڑ لو پھول اور جو چاہو کھالو پھل — کہ باغبان ازل کا ہے ملک سارا باغ
خدا نے مال دیا تجھکو بخشدی اولاد — کہ جس سے خانہ و دولت بنا سرا پا باغ

بباغ عمر نکوئی کا بیج بو سرور
کہ ہووی حشر کے دن تک ترا شگفتا باغ

ردیف — ف

کتنا ناطاقت ہی عاجز ناتوان انسان ضعیف — کسقدر ہی سارے حیوانون سے یہ حیوان ضعیف
ہوتا جاتا ہے یہ انسان ناتوان شام و سحر — دن بدن کرتی ہی اسکو گردش دوران ضعیف
اتنا اتراتا یہ کیون ہے بندۂ خاکی نژاد — فخر کیون کرتا ہے اتنا آدمی نادان ضعیف
کون طاقت پر یہ ناطاقت بھلا مغرور ہے — کون سے زور اور کس قوت پہ ہی نازان ضعیف
کتنی کمزوری ہی اس عاجز مین کتنا ضعف ہے — کسقدر ہے جسم بھی اسکا ضعیف اور جان ضعیف
اپنی کمزوری پہ یہ کیونکر نہ روئے زار زار — کیون نہ کھائی اپنے اپنے ضعف پر ارمان ضعیف
سخت بیماری ہی دامنگیر اسکو ضعف کی — کس سے مانگے اپنے دل کے ضعف کا درمان ضعیف
آب و دانہ سے نہ لے رزاق گر اسکی خبر — مرض لگ جاتا ہی اک دم بھر مین یہ بیجان ضعیف
کچھ بھی کر سکتا نہین یہ کام لیے امداد حق — راہ دن تا حق پھر اکرتا ہی سرگردان ضعیف
جذب حق کھینچے اگر اسکو کہین اپنی طرف — عرش پہ بے نردبان چڑھ جائے یہ انسان ضعیف

کیسی کرتا ہی شکایت سرور اپنے ضعف کی
جب بنی آدم کو فرماتا ہی خود قرآن ضعیف

کسیا و یگانہ ظالم اگر یہان انصاف — خدا کریگا ہر اک بات کا وہان انصاف
زمانہ سارا ہی تیرا مطیع فرمان ہو — اگر تو رکھیگا ملحوظ ہر زمان انصاف

گر ایسی منصفی جاری کہ تیری ذات سے ہو — جگہ جگہ پہ عدالت مکان مکان انصاف
جہان دو آدمی آپسمین لڑنے کو بیٹھین — کھڑا ہو تیسرا تو بن کے درمیان انصاف
جھکا جب ایکطرف پلہ تل چکا پورا — تعصب آیا تو پھر رہگیا کہان انصاف

مطلع

خدا کے واسطے ہر وقت کر میان انصاف — کہ صاف کردی کدورت سے جسم و جان انصاف
کبھی ہو پردہ دل مین ترے نہان انصاف — کبھی زبان سے تکلم مین ہو عیان انصاف
خیال ظاہر و پوشیدہ رکھہ عدالت پہ — کہ دل بھی ہو ترا انصاف اور زبان انصاف
ہمیشہ شاد ہین وہ لوگ جو کہ منصف ہین — وہ ملک رہتا ہے آباد ہو جہان انصاف
ستم سے کسطرح راضی ہو کوئی دنیا مین — کہ چاہتا ہے خداوند دو جہان انصاف
تو کون چیز تھا پہلے بنا ہے اب کیا چیز — ذرا تو دل مین کر اے مرد نکتہ دان انصاف

ہر ایک کام مین انصاف چاہیے سرور
ہر ایک بات مین لایق ہے بیگمان انصاف

سینہ رکھہ اپنا صفا اے سینہ صاف — دور کر دل سے کدورت کا غلاف
خود بخود پہونچیگا تجھکو تیرا رزق — گرچہ پنہان ہوگا زیر کوہ قاف
با وجود بندگی کیونکر کرے — بندہ فرمان خدا سے انحراف
رکھہ ہمیشہ کلمۂ توحید کا — بہ زبان اقرار و دل مین اعتراف
غرور دولت گر تجھے مطلوب ہے — کفر کا کر دور لوح دل سے کاف
جب تلک ہے زندہ مت لا بر زبان — کفر و بہتان و دروغ و کذب ولاف
راستبازونکے مخالف ہے وہی — جسکی ہو تقریر حق کے برخلاف
صورت دلدار صاف آئے نظر — ہو اگر آئینۂ روشن سینہ صاف
پھر نہ آئیگا تو جبدم سوئیگا — اوڑھہ کر اس خاک کا سر پر لحاف

دیکھ مت خاطر کسی کی جھوٹہ بول / صاف ہو جو بات کر دے صاف صاف
حضرت ستار و غفار الذنوب / سب گنہ کر دینگے بندون کے معاف
کیونکہ ہے لا تقنطوا خود کر چکا / اُنسے حق بخشش کا وعدہ صاف صاف
کسلیے کرتا ہے تو ناحق کا فخر / بر زبان لاتا ہے کیون لاف و گزاف

بر زبان لانا نہ سرور دیکھنا
بات کوئی راستی کے بر خلاف

تو اپنے سینہ کا آئینہ اسقدر رکھ صاف / کہ آئے اوس سے نظر تجھکو روے دلبر صاف
خدا کے خوف سے رو اپنا و ہو سیہ نامہ / سیاہی عیبی ہے کر لے بدیدۂ تر صاف
وہ پاے دولت دیدار جو کہ دنیا مین / بشکل آئینہ بن جاے باہر اندر صاف
نکالو گھر سے جو ہے جمع مال دنیا کا / تمہارا ایسی غلاظت سے چاہیے گھر صاف
جو گھر مین ہو خس و خاشاک جھاڑ اُسکو وہ / تمہارے رہنے کی خاطر جگہ ہو بہتر صاف
ہو صاف زنگ کدورت سے جسکا آئینہ / وہ سینہ رکھتے ہین ہر ایک سے برابر صاف
ہمیشہ کا ٹو نہ کٹتی ہے زندگی جسکی / نہ آنکو چاہیے قالین نہ کوئی بستر صاف
حساب پاک کرا لیا حساب والون کا / کہ ایک ایک رقم سے ہو سارا دفتر صاف
نہ دیگا رنگ کسوٹی پہ تیرا یہ سونا / کریگا جب تلک اُسکو نہ کوئی زرگر صاف
ہر ایک نقش صفا کھینچتا ہے وہ نقاش / ہر ایک لکھتا ہے تصویر وہ مصور صاف
خدا کے واسطے سب مان لو مسلمانو / جو ہین حدیث مین فرما گیے پیمبر صاف

وہ چاند صاف نظر آے سامنے تجھکو
غبار سے ترا مطلع اگر ہو سرور صاف

ردیف — ق

مرد شایق کو مقام قرب تک پہونچاے شوق / اور اُٹھا فرش زمین سے عرش پر لیجاے شوق
منزل مقصود تک سالک پہونچ جاے وہین / رکھے ثابت گر بشہراہ طریقت پاے شوق

ذوق و شوق حق سے انسان لذتیں حاصل کرے
پائے نعمت خانۂ حق سے اگر جلوای شوق

مرد طالب چہرۂ مطلب کو فوراً دیکھ لے
اپنی صورت پردۂ دل سے اگر دکھلای شوق

راہ پر آجائیں سارے گمرہان راہ دین
راستی کے راستے تک گر انہیں لیجای شوق

قطرے سے موتی بنا لے خاک سے سونا کرے
نسخۂ اکسیر شائق کو اگر سکھلائے شوق

شوق ناداروں کو دلوائے خزانہ مال کا
مرد مفلس کو بہ تخت سلطنت بٹھلای شوق

شوق انسان کی مرادیں پوری کرتا ہے تمام
آدمی کو منہ سے جو مانگے وہی دلوای شوق

شوق کر دے بے ہنر کو صاحب فضل و ہنر
بلکہ وحشی کو بنا کر آدمی دکھلای شوق

ایسا مستغرق ہو ذوق و شوق اے شائق ہو
ابر شوق آنکھوں کو اور دل کو بنا دریای شوق

فضل حق سے کریں ہم بھی ختم حمد ایزدی
سرورا ہمیں اگر ہمکو مدد فرمائے شوق

نہ طالب مال کا ہے اور نہ ہے خواہان زر عاشق
نہ گھر والا کوئی رکھتا ہے عاشق اور نہ گھر عاشق

صفائی قلب سے گھر گھر کی دیتا ہے خبر عاشق
زمین و آسمان رکھتا ہے سب زیر نظر عاشق

وہ بیدل اپنے دل کو قبلہ و کعبہ سمجھتا ہے
فقط دل کی طرف ہر دم جھکا رکھتا ہے سر عاشق

فرشتہ جیسے بالائے فلک پرواز کرتا ہے
خدا کی شوق کی جسدم لگا لیتا ہے پر عاشق

سدا دام محبت کے نشہ میں چور رہتا ہے
ہمیشہ ہے شراب بیخودی سے بیخبر عاشق

مطلع

لہو پیتا ہے کھاتا ہے فقط لخت جگر عاشق
غم و رنج و الم میں زیست کرتا ہے بسر عاشق

جھڑی جب باندھ دیتا ہے باشک چشم تر عاشق
بشکل ابر کر لیتا ہے دامن پر گہر عاشق

کبھی ہنستا کبھی روتا کبھی خوش ہے کبھی غمگین
بہر حالت نہیں رہتا کبھی اک حال پر عاشق

کسی کے نیک و بد کی کب خبر عاشق کو رہتی ہے
کہ رکھتا ہے غرض معشوق سے شام و سحر عاشق

نہیں ڈرتا اجل سے مرگ کا کچھ غم نہیں کرتا
کہ اس مرنے سے پہلے جیتے جی جاتا ہے مر عاشق

برنگ زرد و آہ سرد جیت پچاتا جاتا ہے
ہزاروں پردوں میں چھپ کر ہو سرور اگر عاشق

اگر لکھا اللہ دفتر وحدت کا سرور ہر ورق
پہلے جسکا قل ہو اللہ احد ہے سرورق

خوشنویسان محبت نسخۂ توحید کا
در بغل لکھ کے رکھتے ہیں آب تا ورق

تیرے دفتر کا بگڑ جاتا ہے سارا انتظار
جب کتاب جسم کے ہوجائینگے ابتر ورق

پتا پتا دفتر وحدت ہے اس گلزار کا
فرد ہر وحدت کا اسکے ہر شجر کا ہر ورق

گھر میں کیوں اتنی کتابیں جمع کر رکھتا ہے تو
یا تو دن کیا لیگا آخر ان کے الٹا کر ورق

صفحۂ دل کی تو دور کر سیاہی نور کر
نامۂ اعمال کی دھو دے بچشم تر ورق

خاکساری کے مضامین لکھ کہ مانند غبار
اڑ کے جا پہونچیں تری نامے کے گرد ہر ورق

علم وحدت کا عجب سینہ بسینہ علم ہے
اب تلک جسکو نہیں لکھا کسی نے ہو ورق

کوئی سالک راستہ بے رہنما پاتا نہیں
کوئی کاتب لکھ نہیں سکتا ہے بے مسطر ورق

محو ہو نیکا نہیں خط سے ترے حرف بدی
جب تلک رو رو کے اس غم میں نکر لے تر ورق

جانتے ہیں اس کو مردان خدا تعویذ جان
حمد میں لکھے ہیں جتنے تو نے اے سرور ورق

تعلق کا نہو دنیا میں مشتاق
رہا ہے مرد حق اس جنبش سے طاق

نہ پھر اقرار سے جو کر چکا ہے
رہو قائم بعہد روز میثاق

لگا دل پر نفی اثبات کی چوٹ
بنا لے سینہ اپنا سنگ چقماق

سیاہی ساری ڈھل جائیگی تو ہو جائے
بانوار الٰہی سینہ براق

بعشق حق دلیرانہ کیا کر
سدا جانبازیاں مانند عشاق

عبادت کر عبادت کر عبادت
کہ راضی ہو تری خدمت سے خلاق

چکا دے آج سب کا لینا دینا
حساب ہر ایک کا کر ڈال بیباق

تجھے وحدت کا اک کافی ہے نکتہ	ہے اتنے باندھ کیون تم نے ہین اوراق
ہمیشہ ہے رضامند اُس سے خالق	جو رکھے خلق سے نیک اپنے اخلاق
ہر اک بندہ سے مل آپ بندہ خلق	بتعظیم و بتکریم و باشفاق
ترا دل چاہیے وہ مطلع فیض	خدا کے نور کا ہو جس سے اشراق

ردیف	تو مانگے اُس سے یا سرور نہ مانگے تجھے دیدیگا تیرا رزق رزاق	ک

ہر اک دن مین بدلتا زمانہ کیا کیا رنگ	دکھاتا رہتا ہے ایک ایک دن مین صد بار رنگ
ہزارون گل ہین گلستان دہر مین لیکن	کسیکی گاڑھی ہے رنگت کسی کا پیلا رنگ
کبھی نہ دیکھا تھا جو ابتدائے ہستی سے	ہے اب زمانہ رنگین نے وہ دکھایا رنگ
نہ وہ سفیدی نہ سرخی ہے اور نہ وہ زردی	نہ اگلا ڈھنگ ہے موجود اور نہ اگلا رنگ
نہ پہلی صورتین اسدم دکھائی دیتی ہین	نہ پہلا نقشہ نظر آتا ہے نہ پہلا رنگ
کبھی ہے غنچہ کبھی پھول اور کبھی پھل ہے	بدلتا رہتا ہے اس باغ کا ہمیشہ رنگ

مطلع

ہزارون گرچہ کیے ہین خدا نے پیدا رنگ	مگر ہے رنگ محبت کا سب سے اچھا رنگ
نہ ہو تو دنیا کی رنگت پہ مائل اے نادان	کہ ہو ہی جاتا ہے آخر کو اسکا پھیکا رنگ
ہر ایک ڈھنگ مین رکھنا درست ڈھنگ اپنا	ہر ایک رنگ مین دکھلانا اپنا پورا رنگ
گرا نہ جامہ کو رنگین بر رنگ یک رنگی	کہ سارے رنگون سے ہے شوخ یہ اکیلا رنگ
دو رنگی چھوڑ کے یک رنگ دوستو ہو جاؤ	کہ بخشین حضرت رنگریز تم کو ڈھنگ کا رنگ
نہ بول منہ سے و لیکن بچشم عبرت دیکھ	ہے اس زمانہ کی نیرنگیون کا عجبا رنگ
ہے قسم قسم کے گلزار باغ ہستی مین	طرح طرح کے نظر آتے ہین عجبا رنگ
لباس ظاہر و باطن کو ایسی دے رنگت	کہ آنچ سے پھر نہ قیامت تلک ڈھیکا رنگ

گذر ہی جائیگا جس دم بہار کا موسم
نظر آئیگا سرور دوبارہ ایسا رنگ

اپنے دل کو تنگ ہستی میں نہ کر اے یار تنگ
دن گذر جائینگے آخر کار یہ تو چار تنگ
ہے کبھی اپنا غم اسکو اور کبھی فکر عیال
زندگی اپنی ہے ہر وقت دنیا دار تنگ
اپنے غم کا چارہ جوئی کس سے یہ عاجز کرے
کس سے مانگے خیر یہ مفلس گدا نادار تنگ
آجکل موسم بدل جائیگا آئیگی بہار
رہتی ہے وقت خزاں کیوں عندلیب زار تنگ
بخش دولت لینے دینے میں نکر تنگ اپنا ہاتھ
خانہ تاریک گور اپنا نکر زنہار تنگ
منہ سے مت کر تنگدستی کی شکایت بار بار
اس پریشانی سے بھی اپنا نکر زنہار تنگ

مطلع

حرص کا انسان کو رکھتا ہے سدا آزار تنگ
ایسی بیماری ہے یہ ہر وقت ہے بیمار تنگ
اسطرح غنیمیں محبت اسمیں گھل کر یک بیک
تنگدل سب سے سوداگر میں اور بازار تنگ
کھوتا ہے اپنے حق کے روبرو دست دعا
بندہ ہو جاتا ہے جب عاجز بہت ناچار تنگ
آنے اور جانے میں ہے ہر ایک کو تنگی نصیب
ہو کے تنگ آتا ہے پھر جاتا ہے آخر کار تنگ
اسکی بیماری کا اک دن فیصلہ ہو جائیگا
کاٹ لیگا چار دن تنگی کے یہ بیمار تنگ
حق کی رحمت ایکدم اسمیں سما سکتی نہیں
اسقدر ہیں گور ظالم کے در و دیوار تنگ

فضل یزدانی سے رکھتا ہے فراخی کی امید
رہ نہیں سکتا کبھی یہ سرور نادار تنگ

ہر ایک چیز سے ہے ذات کبریا نزدیک
ہر ایک وقت ہے پاس اور ہر ایک جا نزدیک
ملیگا اسکو جو رکھیگا ملنے کی خواہش
جو اسکو ڈھونڈنے جائیگا پائیگا نزدیک
وہ گھر میں پالیا جسکی تلاش تھی گھر گھر
یہ جسکو دور سمجھتا تھا مل گیا نزدیک
عزیز و دنیا سے جو دور دور بھاگتا ہے
وہ رہتا خالق اکبر کے ہے سدا نزدیک

وہ دور کیلیے جائیگا ڈھونڈنے آخر / ملیگا جسکو زمانہ میں مدعا نزدیک

مطلع

سمجھلو ذات الٰہی کو دو نما نزدیک / کہ شاہ رگ سے بھی ہر وقت ہے خدا نزدیک

ہمیشہ رہتی ہے نزدیک زندگی کو مرگ / اس ابتدا کی ہے ہر وقت انتہا نزدیک

ہوا کو حرص و طمع سے ہمیشہ دور رہو / کہ آنے پائے نہ تیرے کوئی بلا نزدیک

تمہیں بدن سے نکل جائیگی یہ جان جسدم / ذرا نہ ٹھہرینگے اسوقت اقربا نزدیک

کوئی نہ دیکھیگا بار دگر تیری صورت / نہ یار آئیگا اسدن نہ آشنا نزدیک

اجل کو دور تصور نکرنا اے سرورؔ / کہ آجکل ہے وہ موقع پہونچگیا نزدیک

کرے ہے فخر اسقدر کس بات پر چالاک / نجاست سے نہولے جب تلک پاک

خدا کی بندگی کرتا نہیں ہے / نڈر کتنا ہے یہ انسان بیباک

کرے طے منزل مقصود کیونکر / کہ چالیں الٹی چلتا ہے یہ چالاک

کیا کرتا ہے نادانی کی باتیں / یہ نادان باوجود فہم و ادراک

یقیں ہے اسپہ سب کھلجائیں پردے / اگر اپنے دل کا دیکھے کھولکر چاک

یہ کیوں کہتا نہیں حال دل زار / خدا کے روبرو با چشم نمناک

رہا کرتا ہے کیوں دنیا کی خاطر / پریشان خاطر و دلگیر و غمناک

صفا کر ایسا رستہ عاقبت کا / کہ رہ جائے نہ باقی خار و خاشاک

زمیں پر رکھ جھکی گردن ہمیشہ / کہ جھک جائیں تیری عظمت پہ افلاک

تجھے ممسک کہینگے لوگ سارے / طبیعت میں اگر رکھیگا امساک

جو ہو بغض و تعصب دل سے کردور / نہ بن سنگین دل و بیرحم و سفاک

کلاہ سروری مانگ اس سے سرورؔ

ردیف ل — ہے زیبا جسکے سر پہ تاج لولاک

گلشن دنیا مین اگر ہمنے دیکھا پھول پھول — پایا ہمرنگ نبی گل کی تہا تہا پھول پھول
پالیا اپنا گل اس نے بس اسی گلزار سے — بنکے بلبل جسنے اس گلشن کا ڈھونڈا پھول پھول
کیون نہ کھولیگی بوصف باغبان بلبل زبان — جسنے گلدستے مین ہر چن چن کے باندھا پھول پھول
نقشہ اس گلزار کا ہی عین نقش باغبان — ہی گلستان مین اسی گل کا نمونہ پھول پھول
کچھ نہین ملنے کا پھل اس گلستان دہر سے — کام کیون کرتا ہی اس دنیا کے نخمہ پھول پھول

مطلع

رنگ و ڈھنگ اپنا دکھاتا ہی نرالا پھول پھول — اپنا اپنا سب الگ دنیا ہی جلوا پھول پھول
حق نے بخشا ہو اگر نادان تری آنکھون مین نور — سیر کر اس باغ کی اور دیکھ اسکا پھول پھول
دیکھنے والے جو آجاتے ہین اس گلزار مین — دیکھ سب جاتی ہین اسکا کانٹا کانٹا پھول پھول
اڑ گیا ہے آجکل اس گلشن ہستی کا رنگ — جسمین بلبل بیٹھا کرتی تھی ہمیشہ پھول پھول
کلیان سب کھلی کھلی جب آئیگا وقت بہار — پھول کر دکھلائیگا گلشن سے چہرہ پھول پھول

کیسی یہ پھولون بھری لکھی گئی سرور غزل
صورت گلزار ہے جسکا شگفتہ پھول پھول

پھرتے چکر کھاتا ہی گردون گردان آجکل — الٹی چالین چلتا ہی یہ دور دوران آجکل
آجکل نقشہ نیا پیدا ہوا اس گلزار سے — ہے نرالا ڈھنگ ہر رنگ گلستان آجکل
کوئی مفلس ہے کوئی محتاج کوئی تنگ دست — کیا شریفان جہان پھرتے ہین حیران آجکل
آجکل موتی لٹکتے ہین گدھون کے کان مین — ہین سجارے آدمی سر در گریبان آجکل
آجکل ہین مسند دولت پہ حیوان جانشین — وحشی بنکر پھرتے ہین آوارہ انسان آجکل
رہزنان راہ مولی رہنما کہلاتے ہین — چور ہین گنج سلامت پر نگہبان آجکل
جابجا شکلین نئی دکھلائی دیتی ہین تمام — تازہ آتے ہین نظر دنیا مین سامان آجکل

ہیں بہر حالت وہ اپنے حال سے گزشتہ حال
کسقدر ابتر ہے حال دردمندان آجکل

بندگی کر بندگی کر بندگی کر بندگی
وقت ہے یہ وقت فرصت کا مری جان آجکل

آجکل کا وقت کار آمد ہے تیرے کام کر
دن کمائی کے فقط ہیں مرد نادان آجکل

بندگی کرتا نہیں کسواسطے اے ناتوان
ہینگے سب موجود جس حالت میں سامان آجکل

سرور ناخواندہ دکم کو خدا کا شکر ہے
مشتہر اہل سخن میں ہے سخندان آجکل

دل بنا رہبر کہ دلبر تک تجھے پہونچائے دل
چل اُسی رستہ پہ جو رستہ تجھے دکھلائے دل

جا اُدھر اے بیخبر تجھکو جدھر لیجائے دل
کر عمل اُس حکم پر جو کچھ تجھے فرمائے دل

جسکو دل چاہے قرار رکھ چاہ اُس دلدار کی
جان و دل اُسپر فدا کر ڈال جسپر آئے دل

گر کدورت سے صفا دل کو کہ شکل آئینہ
صورت دلبر بہر صورت تجھے دکھلائے دل

دل ہے تیرے بیدلی کو کام جب ہونے لگیں
اہل دل کے روبرو کیونکر نہ وہ فرمائے دل

مطلع

کیوں نہ اُس مرد خدا کا استقامت پائے دل
خوف حق سے جسکا کانپے جسم اور گھبرائے دل

دل ہی اپنا باعث ذلت اگر ہو جائے دل
جان کا دشمن اگر بنجائے دلبر پائے دل

کیونکر اپنی تیز رفتاری سے لغزش کھائے دل
ہو اگر مضبوط بر راہ طریقت پائے دل

جان بھی دیکر اگر جانان ملے کچھ غم نکو
پائے دل دیکر اگر دلبر نگر ہو جائے دل

بیٹھے بیٹھے گھر میں بیت اللہ کا کر لیں طواف
کعبہ مقصود جسکے جسم میں بنجائے دل

اسکے دلکو ہی بنا محکم ذریعہ کام کا
تاکہ حق سے دولت عرفان تجھے دلوائے دل

توڑ دے زنار کفر و رسم بت پرستی چھوڑ دے
یہ نہو سرور کہیں پتھر سا بنجائے دل

بستہ راہ طریقت ایسی چل چال
کہ پہونچو منزل مقصد پہ فی الحال

غم ماضی و استقبال کر دور ‖ غرض رکھ حال سے اے صاحب حال
برائے آخرت بھیج اپنی دولت ‖ کہ کام آئے تیرے وہ وقت پر مال
پڑھا ہیں اگر دل سے کرے ورد ‖ نہ ہوگا تیرا دنیا میں اک بال
الف بنکر اطاعت میں کھڑا ہو ‖ جھکا سجدے میں گردن صورت دال
اڑے کیونکر با وج معرفت دل ‖ کہ ہیں کترے ہوئے اسکے پر و بال
کوئی دن کیلیے ہوائے سرافراز ‖ یہ فخر افسری و تاج اجلال
کہاں اسکندر اور دارای دولت ‖ کہاں رستم جوانمرد اور کہاں زال
سرائے دہر میں رہنا ہے تجھکو ‖ کوئی دن یا مہینہ یا کوئی سال
ہے تجھپر آنیوالا ایک روز ‖ کہ ہوگا حال سے ابتر ترا حال
یہ آنکھیں دیکھنے سے عاری ہونگی ‖ زبان ہوجائیگی ہر بات سے لال
تو سوتا ہوگا اور آیا کرینگے ‖ ہزاروں زلزلے اور لاکھوں بھونچال

ردیف	بدرگاہ خدا ہے حال مطلوب نہ لگا کام اے سرور دہان قال	م

اگر تو کام کا بندہ ہے ہر گھڑی کر کام ‖ گر اہل کار سمجھتا ہے سب سے بہتر کام
ہر ایک کام میں کر سعی اپنی پہلے سے ‖ کر اپنے خوبی سے انجام انتہا ہر کام
فقیر تجھسے لیتا ہے مطلب اور زردار ‖ نکالتا ہے ہمیشہ بقوت زر کام
عزیز و حق کی عبادت بہت ہی مشکل ہے ‖ ہے بندگی کا بہت سخت اور کٹھن کام
نئے نئے ہیں زمانہ میں شغل اب جاری ‖ نرالے دنیا میں ہوتے ہیں آج گھر گھر کام
اسی کو دوست سمجھ اپنا جو کہ کام کی وقت ‖ سنوارے دل کی محبت سے تیرے یکسر کام
علاقے سب ہیں ترے دمبدم ترقی پہ ‖ ہیں بڑھتے جاتے ترے دن بدن برابر کام
اخیر خاتمہ ہو جائیگا ترا لیکن ‖ نہ ہونگے تیری ضرورت کے ہرگز آخر کام

خدا کی بندگی کا اپنے نفس سرکش سے اگر تو بندۂ حق ہے تو لے برابر کام
رکھ اپنے کاموں میں شام و سحر خبرداری مبا و اجہل سے ہو جائیں سارے ابتر کام

بھروسا ذات الٰہی پہ چاہیے تجھکو
خدا سنواریگا از خود ہی تیری سرور کام

قیام تھا ترا پہلے کہاں نہیں معلوم اب آ گیا ہے کہاں سے یہاں نہیں معلوم
ہے کیسا بھولا ہوا آدمی معاذ اللہ کہ جسکو اپنا ہی پورا نشان نہیں معلوم
نہ پہلے گھر کی خبر ہے کچھ اس مسافر کو جہاں یہ جائیگا وہ بھی مکان نہیں معلوم
کہاں سے آتے ہیں یہ قافلے خدا جانے کہاں کو جاتے ہیں یہ کاروان نہیں معلوم
کہاں ہے تخت سلیمان و تاج اسکندر کہاں ہے دولت نوشیروان نہیں معلوم

مطلع

کدھر کو جسم سے جائیگی جان نہیں معلوم یہ خاک اڑتی پھریگی کہاں نہیں معلوم
رہیگا کون گھڑی تک رہیگا زندہ کون کسیکو غیب کا یہ داستان نہیں معلوم
یہ بندہ ذکر الٰہی کے واسطے دم بھر ہلاتا کیوں نہیں اپنی زبان نہیں معلوم
کدھر گئے ہیں خدا جانے اڑ کے ہوش اسکے اور عقل جاتی رہی ہے کہاں نہیں معلوم
عزیز وحدت و کثرت کا کیسا مسئلہ ہے کہ جسکا اہل زبان کو بیان نہیں معلوم
نہ اسکے بھید سے واقف کوئی فرشتہ ہے کسی بشر کو یہ راز نہان نہیں معلوم

تم آج حال کی حالت میں خوش رہو مسرور
کہ کل کا حال کسیکو میاں نہیں معلوم

عزیز دنیا کا بیفائدہ ہے کھانا غم کہ ہر ٹھکانے سے اسکا ہے بے ٹھکانا غم
کر اپنی فکر کہ بہتر ہے ترک دنیا کو غم اپنا کھا کہ ترا کھائے سب زمانا غم
عزیز دنیا میں کم ہنسنا اور بہت رونا گھٹانا اسکی خوشی دمبدم بڑھانا غم

ہر ایک طرح کا غم کھا کے جان غمگین کو
لگا نہ لینا بر جیلۓ و بہانا غم

رہا ہمیشہ ہی روتا یہ بندہ غمگین
گیا نہ دل سے کبھی اسکے یہ پرانا غم

جب اسکی روزی کا مقسوم آب و دانہ ہے
پھر اسکا کسلیۓ کھاتا ہے مرد دانا غم

غم عیال سے جی جیتے جی چھڑا لینا
اخیر گور مین لیکر نہ اُنکا جانا غم

خوشی نصیب ہے اس خوش نصیب کی آخر
بوقت غم بھی غنیمت ہے جسنے جانا غم

فراخی تنگی سے ملتی ہے حق کے بندون کو
خوشی و عیش و مسرت کا ہی خزانا غم

خدا کے واسطے اس غم سے جان بچا لینا
نہ پینا خون جگر اپنا اور نہ کھانا غم

کبھی نہو گا کسی غم مین مبتلا سرور
اگر خدا ہی کا رکھے کوئی لگانا غم

رہ راستی سے اُٹھا مت قدم
ہر باقی ترا جب تلک دم مین دم

عبادت کا رکھ اسقدر سر بہ بار
کہ گردن رہے تیری سجدے مین خم

قدم ایسا رکھ راہ اخلاق پر
کہ دونون قدم اس جگہ جا مین جم

رقم نام حق صفحۂ دل پر کر
نگون کرکے سر اپنا مثل قلم

ذرا کھول کر اپنی آنکھون کو دیکھ
عیان حق کا جلوہ بدیر و حرم

گذار اپنے دن عمر کے چند روز
با خلاق و آداب و لطف و کرم

مطلع

نرکھ دل مین کچھ مال و دولت کا غم
ملے بخشش تجھکو کہین تا کہ کم

خبردار دنیا کی خاطر نہو
مقید بزندان رنج و الم

کہان بندہ مولیٰ کا پابند ہے
بزنجیر دینار و دام و درم

ہین دنیاے فانی کی سب لذتین
بظاہر لذیذ اور باطن مین سم

نہ بندہ خدا کا گنہگار رہو
ستم ہے ستم ہے ستم ہے ستم

نہ آئینگے بار دگر حشر تک
گئے جو مسافر براہ عدم

تجھے ہر دم ای اہل دم چاہیے
توجہ بدل اور نظر بر قدم

نہ فکر و اندیشہ اولاد کا
نہ ہے مال کا تجھکو درکار غم

کہ ان سب کو اک روز چھوڑیگا تو
بصد حسرت و درد و رنج و الم

ردیف ن

سب ہوتے رہینگے زمانہ کے کام
نہونگے مگر سرور اسوقت ہم

فقط اک دم میں جو چاہیں جناب کبریا کر دین
گدا کو شاہ کر دین شاہ کو فوراً گدا کر دین

جب آئیں فضل کرنے پر خدا حاجت روا کر دین
فقیر بینوا کو لطف گنج بے بہا کر دین

اگر چاہیں وہ خالق ذرہ کو شمس الضحے کر دین
مہ نو کو بنور مکرمت بدر الدجیٰ کر دین

کرین جاری ہزاروں قلزم فیض ایک قطرہ سے
بنا دین خاک کو کسیر اور مس کو طلا کر دین

وہ پہونچائیں فلک پر پر لگا کر مور بے پر کو
مگس کو ایکدم میں شکل بدلا کر ہما کر دین

عجب کیا ہے اگر مردان حق اہل نظر نبے
فقط نظروں میں خاک خاکساران کیمیا کر دین

اُٹھا دین سینے کے آئینہ سے زنگار کلفت کا
بآب رحمت دل کی کدورت کو صفا کر دین

رہیں گردن جھکا کر دم بخود جب صبر پر آئیں
جب آئیں دینے چلانے پر اک محشر بپا کر دین

کرین مشکل کشائی وقت مشکل اہل مشکل کی
جنھیں محتاج پائیں انکا پورا مدعا کر دین

سبکساری ہے دنیا میں نصیب انکی حقیقت میں
خدا کا حق جو سر سے بندگان حق ادا کر دین

خدا کا وصل پائیں جو کہ ہوں مہجور دنیا سے
ملیں حق سے وہی باطل کو جو حق سے جدا کر دین

باوصاف خدا موصوف انسان ہیں وہی سرور
برائی جو کوئی ان سے کرے اسکا بھلا کر دین

سب کو ہے اس دار فانی میں بقا دو چار دن
بادشہ دو چار دن ہے اور گدا دو چار دن

چھوٹ جائینگے دم آخر اسیران جہان
رہیگے اس دام بلا میں مبتلا دو چار دن

بادشاہان زمانہ والیان مملکت
جائینگے سب نوبتین اپنی بجا دو چار دن

دوست اس دنیا کے سب دو چار دن کے دوست ہین
اور فقط یہ آشنا ہین آشنا دو چار دن

سبز ہے دو چار دن کے واسطے یہ سبزہ نما
گلشن عالم کو ہے نشو و نما دو چار دن

مطلع

عمر کے باقی جو ہین اسے بچا دو چار دن
کھیل مین کر دیگا ضائع وہ بھی کیا دو چار دن

چھوڑ دے اب تو یہ فانی لذتین وقت اخیر
ذوق و شوق حق سے کر حاصل ترا دو چار دن

خویش و بیگانہ بھلا دینگے تجھے مرنے کے بعد
ہان رہیگا باقی کچھ کچھ تذکرا دو چار دن

جہان ہے اس زندگانی مین غنیمت جان لے
جس طرح دو چار راتین گذرین یا دو چار دن

کٹ سکے جسطرح کاٹ اپنا زمانہ چند روز
خیر ہے گر لغنگ پلکین اپنے لٹکا دو چار دن

عمر کے دن کرلے کچھ زیادہ اگر کرسکتا ہے
ہو بڑھا سکتا اگر اسپر بڑھا دو چار دن

وقت ہے محنت کا کر محنت خدا کے واسطے
کام کرلے اب یہ موقع کام کا دو چار دن

سیکڑون برسون کا استحکام کیون کرتا ہے تو
ہے قیام اس دار فانی مین ترا دو چار دن

بیخبر تو ابتدا سے خواب غفلت مین رہا
اب تو ہو بیدار وقت انتہا دو چار دن

مت کرو کچھ کام اے سرور بغیر از بندگی
زندگی باقی اگر رکھے خدا دو چار دن

خدا کے نام سے نام اپنا ایسا کر روشن
ہو جیسے نیر خورشید ہر سحر روشن

بنور شمع محبت کر اپنا گھر روشن
کہ جس سے دیکھنے والون کی ہو نظر روشن

ابھی سے خانۂ تاریک گور کر روشن
کہ تیرے جانے سے اول ہو تیرا گھر روشن

یہ خاکی بندۂ بیکار بیکس و گمنام
ہوا ہے فضل سے مولا کے کسقدر روشن

بنا ہے ذرہ سے کیا آفتاب عالمتاب
ہوا ہے پانی کے قطرہ سے کیا گہر روشن

عزیز و وقت سخاوت ہمیشہ رہتا ہے
سخی کا چہرۂ تابان بشکل زر روشن

جلا کے سینے کو روشن کرو کہ ہو اُس سے | ہر ایک داغ جگر صورت قمر روشن
وہ نور فیض کا کر اپنی ذات سے جاری | کہ ہووے سارا زمانہ ادھر اُدھر روشن
شمع کی طرح ہو پروانہ جلوہ گر شب کو | اگر ہون جگنو کی مانند اُسکے پر روشن
نہ چھیڑ پھولون کو دنیا کے باغ مین آکر | گلون کو دیکھ کے کر دور سے نظر روشن

نظر نہ آئیگی کیا تجھکو صورت دلدار
ہو دل کا آئینہ سو و ہزار گر روشن

عزیزو کونسی ہستی پہ نازان | ہے یہ ہر جا نیوالا بندہ نادان
یہ تھا کیا چیز اس ہستی سے پہلے | کہا کرتا تھا اسکو کون انسان
نہ کان اسکے کھلے تھے اور نہ آنکھین | نہ گویا تھی زبان گوہر افشان
نہ کچھ پہچان اس نادان کو تھی | نہ تھا کچھ جانتا یہ بندہ انجان
خدا نے اسکو اب انسان بنایا | کیا موجود سب ہستی کا سامان
بنا کر اُسکو اک مٹی کا پتلا | تن بیجان مین اُسکے ڈالدی جان
کہے بندہ بغیر از بندگی کار | ہے کب اسکو بھلا یہ بات شایان
بھروسا کیا ہے اسکی زندگی کا | کہ ہے دو روز کا دنیا مین مہمان

مطلع

فقط حق کو سمجھ اپنا نگہبان | بہر وقت و بہر حال و بہر آن
پھرا کرتا ہے کیون دنیا کی خاطر | پریشان خاطر و غمگین و حیران
خدا کا حکم اے اہل سلامت | بدل تسلیم کر اور بن مسلمان
خدا کے ڈر سے اپنی چشم تر سے | گہر برسا بشکل ابر نیسان
کرا ے ناشکر شکرانہ کا سجدہ | خداوند جہان کا مان احسان
نہ کھا چکر زمانہ مین نہ گھبرا | بوقت گردش گردون گردان

کہ رہتا ایک حالت پر نہیں ہے — ہمیشہ انقلاب دور دوران

ردیف و

بنا اس حمد سے الحمد للہ
یہ سرور سر گروہ حمد خوانان

کوئی دن بستان عالم کا تماشا دیکھ لو — گلشن ہستی میں گل جیسے سے اچھا دیکھ لو
پیار رکھو اس سے جسکو حق کا پیارا دیکھ لو — دوست سمجھو اسکو جسکو دوست پورا دیکھ لو
دیکھ لو صورت سے حسن صورت تصویر گر — نقش سے نقاش کی صورت کا نقشا دیکھ لو
سینے کے آئینہ سے سب کچھ نظر آ جائیگا — دیکھ لو جو دیکھنا ہے سیر سے مولی دیکھ لو
دیکھنا چاہتے ہو گر واحد کی وحدت کا وجود — جلوہ گر ہر جا ہر سو کثرت کا جلوہ دیکھ لو
پر تو افگن بحر و بر پہ ہے وہ روشن آفتاب — قطرہ قطرہ دیکھ لو اور ذرہ ذرہ دیکھ لو
ہر جگہ موجود ہے وہ موجد ایجاد خلق — کوچہ کوچہ خانہ خانہ گوشہ گوشہ دیکھ لو

مطلع

لفظ لفظ و حرف حرف و نقطہ نقطہ دیکھ لو — دفتر ہستی پہ ہے لکھا ہوا کیا دیکھ لو
دشمنی اور دوستی پر کچھ نہ رکھو انحصار — پیش ہر انسان سے آؤ اسکو جیسا دیکھ لو
جلوۂ حق کو نہ سمجھو دیدہ ور سے نہاں — آنکھیں کھولو تو ہر جگہ جا بجا ہو چمکتا دیکھ لو
غیر کے گھر ڈھونڈھنے پھر جاؤ اس اسرار کو — پہلے اپنے گھر اٹھا کر دل کا پردہ دیکھ لو
روبرو آنکھوں کے جو کچھ ہو رہا ہے صبح و شام — قادر مطلق کی قدرت کا تماشا دیکھ لو

سر جھکا لو آنکھیں کر لو بند سرور بعد ازاں
عرش سے تا فرش جو کچھ ہو رہا ہو سارا دیکھ لو

کسی گھر پہنچاؤ اور نہ گھر کا ہو کسی در کو — پکارو وقت مشکل حضرت خلاق اکبر کو
گہر باری میں جاری الیبار رکھو دیدۂ تر کو — کہ کر دے ابر کو بے آبرو نادم سمندر کو
اگر حسن عمل کی شمع روشن گور کی خاطر — کرو اجالا چراغ بندگی سے دائمی گھر کو

خدا نے آدمی تجھکو بنایا آبرو بخشی
کیا روشن بانوار حقیقت تیری جوہر کو

طریقت کا بہت ٹیڑھا ہی رستہ اسمین پہلے سے
بنا لے رہنما اپنا کسی اچھے سے رہبر کو

بتان سنگدل کی شکل مت دیکھو مسلمانو
کرو اپنے خدا کی بندگی مت پوجو پتھر کو

الگ خالق سے خلقت کو تصور مت کرو حسنا
نہ سمجھو تم جدا تصویر سے اُسکے مصور کو

مطلع

محبت کی اگر لگ جائین پر انسان بے پر کو
زمین سے چٹ ہوا شوق مین اُڑ جای اوپر کو

خزانہ خاکساری کا نصیب خاکسارا ن ہے
نہین غیر از ندامت کچھ بھی حاصل کیمیاگر کو

بجز قسمت کہان کامل کا ذریعہ کام دیتا ہی
کہ لایا خضر پیاسا آب حیوان سے سکندر کو

خدا نے اپنی عرفان کی خزانی جنکو بخشے ہین
نہ دولت کو وہ دولت جانتے ہین اور نہ زر زر کو

دھرو خاک ندامت پر جبین اور کرلو خم گردن
بجز اب عبادت رکھے سر ورسنگون سر کو

خدا کا بندہ سالک سے راستہ پوچھو
اُسی سے منزل مقصود کا پتا پوچھو

ہر ایک وقت رہو مستعد عبادت پر
نہ وقت ظہر کا پوچھو نہ عصر کا پوچھو

سمجھ مین نکتہ وحدت کبھی نہ آئے گا
موحدون سے عزیز و یہ مسئلہ پوچھو

کسی سے درد محبت کی مت دوا پوچھو
تم اہل درد سے اسکا معالجہ پوچھو

مطلع

کرو نہ گفتگو دنیا کی اہل عرفان سے
خدا کے بندون سے جب پوچھو تم خدا پوچھو

ہی کون زیست پہ نازان یہ بندۂ نادان
عزیز و کھول کے اس سے یہ ماجرا پوچھو

نہ ابتدا کا ٹھکانا نہ انتہا کا ہے
ہی ایسی خاک کے پتلی کی اصل کیا پوچھو

خدا کی بندونکا شاید تمھین نشان ملجاے
کرو تلاش زمانہ مین جابجا پوچھو

جو چیز مانگنے کی ہے وہ شوق سے مانگو
جو بات پوچھنے کی ہی وہ برملا پوچھو

جو ذوق و شوق محبت میں مست رہتے ہیں — انہیں سے ذکر الٰہی کا تو ذائقہ پوچھو

وہ چاہے زندہ کرے یا کہ قتل کر ڈالے — تم اسکا کوئی سبب اور نہ ماجرا پوچھو

جب ایک مل گیا ہے پوچھنے تمکو اے سرور

اسی پہ ٹھہرے رہو پھر نہ دوسرا پوچھو

ڈھونڈھتا پھرتا ہے جسکو چار سو — حاضر و ناظر ہے تیرے روبرو

کھولکر آنکھیں اگر دیکھیگا تو — حق تجھے فی الفور دکھلائیگا رو

پائیگا کب گنج عرفان بے تلاش — جستجو کر جستجو کر جستجو

دل کسی سے بھی نہ غیر از ذات حق — رکھ نہ کچھ دل میں بجز حق آرزو

بندۂ حق ہے اگر اے نیک نام — نیک و بد سے رکھ ہمیشہ نیک خو

دل سے تو دشمن کسی کا بھی نہ بن — تا کہ تیرا بھی نہو کوئی عدو

رکھ تعلق خاک سے اے خاکسار — تا نہو برباد تیری آبرو

سب کے گھر ہے ایک ہی روشن چراغ — ایک سورج جلوہ گر ہے چار سو

مت پھرو مارے طمع کے مت پھرو — جا بجا خانہ بخانہ کو بکو

غیر کے در پر نہ کر جا کر سوال — مانگ اپنے حق سے دل کی آرزو

جانا اس دنیا سے اے نامہ سیاہ — روبرو خالق کے ہو کر سرخرو

آج آب دیدۂ نمناک سے — دھو لو اپنے نامۂ اعمال کو

ظاہر و باطن رہو مشغول حق — فکر ہو دل میں زبان پر ذکر ہو

خالق اکبر کی بخشش سے نہو — نا امید اے بندۂ عاصی کبھو

کیونکہ لکھی ہے کلام اللہ میں — تیری بخشش کی سند لا تقنطو

ایسی محویت سے کر تو ذکر خدا — جس سے بنجائے زبان ہر ایک مو

فضل ربانی سے یہ کب ہے بعید

بخشے دولت سرور نادار کو

ڈھونڈھو حق کو زمین پر نہ آسمان ڈھونڈھو
خدا کو اسکی خدائی کے درمیان ڈھونڈھو

یہان ہی ہوگا کسی گوشہ مین نہان ڈھونڈھو
تلاش گھر مین کرو اپنا ہی مکان ڈھونڈھو

جہان سے آئے تھے تم پہلے وہ مکان ڈھونڈھو
پھر اس جگہ کا جہان جاؤ گے نشان ڈھونڈھو

تمھارے پردۂ دل مین ہے دلربا مستور
جھکا کے گردن تسلیم سر بجان ڈھونڈھو

دکھائی دیتا ہے وہ چاند صاف مطلع پر
تم اپنی آنکھین ذرا کھولو اور میان ڈھونڈھو

اسی کے نام سے روشن کرو نگین اپنا
اسی نشان سے پتا پاؤ اور نشان ڈھونڈھو

خدا ہے حاضر و ناظر تو تم کہان دیکھو
جو ہر جگہ پہ ہے حاضر اسے کہان ڈھونڈھو

انھین گلو مین وہ گل ہوگا دیکھو گلشن کو
چمن چمن کی کرو سیر بوستان ڈھونڈھو

پتا لگاؤ لگا پورا سراغ جانان کا
قدم اٹھاؤ یہان ڈھونڈھو اور وہان ڈھونڈھو

جہان مین کوچہ بکوچہ اسے تلاش کرو
تمام دنیا مین گھر گھر مکان مکان ڈھونڈھو

ردیف		
ردیف	کرو تلاش مین غفلت نہ ایک دم سرور تم اسکو ڈھونڈھ سکو جتنا ہر زبان ڈھونڈھو	ھھھ

خلوص دل سے کرے بندگی اگر بندہ
خدا کے بندون مین ہو جائے نامور بندہ

نہ مال پلہ مین لے جائیگا نہ زر بندہ
عزیز دنیا سے جائیگا جب گذر بندہ

نہ بھولے حضرت مولیٰ کو لحظہ بھر بندہ
خدا کی بندگی پہ باندھ لے کمر بندہ

پھریگا کس لیے دنیا مین دربدر بندہ
خدا کے در سے بھلا جائیگا کدھر بندہ

کیون اپنی اصل پہ کرتا نہین نظر بندہ
مگر ہے آنکھون سے معذور بے بصر بندہ

کریگا ایک ہی دو دن مین جب سفر بندہ
یہان پہ بیٹھا ہے کیسے بنا کے گھر بندہ

خدا سے مانگے جو بندون سے بندہ مانگتا ہے
کہ ہے خدا ہی کے در کا فقیر ہر بندہ

گرے اگر نہ زمین پہ ہوا کے صدمہ سے
اڑے باوج کرامت لگا کے پر بندہ

کرے نہ عجز تو پھر کیا کرے یہ بندۂ زار
ضعیف کتنا ہے عاجز ہے کسقدر بندہ

بغیر مانگے بھی دیتا ہے وہ خدای کریم
ہمیشہ کرتا ہے کیون اتنا شور و شر بندہ

خدا کو چھوڑکے ہوتا ہے بندونکا محتاج
یہ کیسا عقل سے خالی ہے بیخبر بندہ

خدا کے سامنے پھیلائے ہاتھ حاجت کے
خدا کے روبرو جا کر جھکائے سر بندہ

سرائے دہر سے جلد اٹھیگا قافلہ سارا
کوئی نہ آئیگا پھر اسجگہ نظر بندہ

رکھ ایسا بندون سے خلق و محبت اے سرور
کہ تجھکو یاد کرے بعد مرگ ہر بندہ

خدا پہ رکھتا ہے ہر صاحب یقین تکیہ
کہ اسکا حق کے سوا کوئی بھی نہین تکیہ

فقیر مولی کے خانہ بدوش رہتے ہین
نہ انکا کوئی مکان ہے نہ ہی کہین تکیہ

وہ بیٹھ جاتے ہین جس جا پہ پھر نہین اٹھتے
وہین مقام بنا لیتے ہین وہین تکیہ

نہ فرش کی ہے ضرورت نہ حاجت قالین
نہ چاہتے ہین وہ مسند نہ نازنین تکیہ

نہ بالاخانہ کی خواہش نہ آرزو گھر کی
کہ کافی انکے لیے ہے فقط زمین تکیہ

عجب ہے صاحب حق کا بھروسا باطل پر
غضب ہے دنیا پہ کرلے گر اہل دین تکیہ

مکان عالم فانی ہے ایسا بے بنیاد
کہ اسپہ کر نہین سکتا کوئی مکین تکیہ

نہ اپنے مال پہ رکھے تسلی صاحب مال
نہ اپنے حسن پہ باندھے کوئی حسین تکیہ

پیادہ پھرتے ہین وہ آج دربدر جو لوگ
لگا کے بیٹھتے تھے کل بہ پشت زین تکیہ

پکڑ کے تجھکو اٹھاوینگے جبکہ مسند سے
سنبھال لیگا کوئی اور جانشین تکیہ

ہوگا بندون کا محتاج وہ دنیا مین
اگر خدا ہی پہ رکھے یہ کمترین تکیہ

گذرنے والا زمانہ ہے عمر کا اسپر
نہ کرکے بیٹھنا اے سرور حزین تکیہ

ہمیشہ جسکا رکھتا ہے خداوند جہان پردہ
کوئی بدخواہ اسکا کھول سکتا ہے کہان پردہ

نہین رکھتی کسی عاشق کا چشم خونفشان پردہ
کہ ہوجاتا ہے اس سے پردۂ دل کا عیان پردہ

جولے پردہ ملے پھر کیا ضرورت ہے وہان پردہ
ہٹا تا ان پہ ہے کیا فائدہ اسے مہربان پردہ

زمانہ مین نہین رکھتا کسی کا آسمان پردہ
رخ گل پر بھلا کب ڈالتا ہے باغبان پردہ

اگر ہے طالب دیدار کر فی الفور دور اسکو
پڑا رہتا ہے آنکھون پر تیری جو ہر زمان پردہ

گنہ کرتا ہے کھل کھل کر اگرچہ بندۂ عاصی
مگر ستار اُسپر ڈالتے ہین ہر زمان پردہ

وجود و خلق سے روشن ہے نور خالق اکبر
مگر رکھتا ہے اپنے جسم سے بھی مثل جان پردہ

بگڑ جائے نہ تیری آبرو اے بندۂ خاکی
نہ اُٹھ جائے رخ شرم و حیا سے ناگہان پردہ

مصور صاف آجائے نظر ہر ایک صورت سے
اگر اُٹھ جائے جو حائل ہے اسکے درمیان پردہ

اگرچہ اُسکے ہین پردہ سے باہر بھی عیان جلوے
یہ ہے منظور اُس پردہ نشین کو ہر زمان پردہ

چھپا رکھ اپنے دل مین سرور اسرار وحدت کے
وگرنہ کھولدیگی بول کر تیری زبان پردہ

بنا اپنے سینہ کو روشن نگینہ
کہ مانند آئینہ ہو صاف سینہ

خدا کا تصور فقط دل مین رکھلے
کہ سینہ ہے معرفت کا خزینہ

غنیمت سمجھ جب تلک زندگی ہے
کوئی دن کوئی سال کوئی مہینہ

کیا کرتا ہے کسلئے بن کے نادان
کمی بندگی مین یہ بندہ کمینہ

کسی سے کدورت نہ لا اپنے دل پر
کسی سے نہ رکھ بغض دل مین نہ کینہ

طمع مت بڑھا دار فانی مین اکرہ
نہ رکھ جمع دولت کا گھر مین خزینہ

مبادا کہ زیر زمین چھوڑ جائے
یہ گنجینہ اور سیم و زر کا خزینہ

حقیقت مین فانی سرای جہان مین
فقط آنا جانا ہے اور مرنا جینا

بہت اونچی منزل ہے قرب خدا کی
بنا اسکے چڑھنے کو عرفان کا زینہ

فقط قبلہ و کعبہ جان اپنے دل کو
اُسی کو سمجھ اپنا مکہ مدینہ

وہ کیون غرق گرداب بحر فنا ہو	بنالے جو حسن عمل کا سفینہ

ردیف	کبھی ذکر ہے دن کی روزی کا ہر دور کبھی تجھکو ہے فکر نان شبینہ	ی

کسیکو جانے وہ عالی خاندان جاتے رہے	جن کے اب دنیا سے ہین نام ونشان جاتے رہے
جتنے آئے نامداران جہان جاتے رہے	چھوڑ کر اپنا وہ سب ملک و مکان جاتے رہے
اس چمن سے اڑ گئے جتنے تھے مرغان چمن	گر پڑے سارے درخت اور آشیان جاتے رہے
آنے جانے کا ہمیشہ راستہ جاری رہا	قافلے آتے رہے اور کاروان جاتے رہے
ہم بھی آئے تھے جہان سے پہلے خلقت آئی تھی	ہم بھی وان جائینگے وہ پہلے جہان جاتے رہے
حرص کے مارے عبث پھرتے رہے ہم چار سو	ساتھ قسمت لیگئے اپنی جہان جاتے رہے

مطلع

اب کہان وہ اپنے ہم مجلس جوان جاتے رہے	کل جو بیٹھے تھے وہ آج اٹھکر کہان جاتے رہے
روز دکھلاتے جو تھے چہرہ ہمین مانند ماہ	آہ کس گوشہ مین اب وہ مہربان جاتے رہے
ٹھہرنے کوئی نہین پاتا سرائے دہر مین	جو مسافر اس جگہ آئے وہان جاتے رہے

ہو چکا سر در سخن گوئی کا پورا خاتمہ جب زبان آور مصنف نکتہ دان جاتے رہے

آدمی ہوکر اگر ہو جائے حیوان آدمی	خاک کا پتلا فقط ہے ایسا نادان آدمی
آدمی گرچہ ہزار ون آدمی کہلاتے ہین	آدمیت جسمین ہو ہے اصل انسان آدمی
آدمی کا ہے فرشتون سے بھی اونچا رتبہ	فی الحقیقت تھا اسی عزت کی شایان آدمی
جسم سے لیجائینگے فوراً فرشتے جان نکال	دیکھتے رہ جائینگے لاکھون نگہبان آدمی
مرکے طے جب تک طریقت کا نکرلے راستہ	قرب حق تک کب پہونچ سکتا ہے آسان آدمی
کسلیے اس رازق روزی رسان کو بھول کے	رزق کے خاطر پھرا کرتا ہے حیران آدمی

پہلے بھی یہ خاک تھا اب خاک ہی پھر ہوگا خاک / پھر بھلا ہے کون سی عزت پہ نازان آدمی

اپنی اصلیت سے فی الفور آجائے نظر / ڈالکر دیکھے اگر سر در گریبان آدمی

لاکھون اپنے ساتھ لیجائیگا انسان حسرتین / وقت رحلت سینکڑون کھائیگا ارمان آدمی

آئے جائے جب تلک دم آدمی ہی اسکا نام / پھر نہین کہنے کا اسکو کوئی انسان آدمی

سر جھکاتے ہین خدا کو دام و دد وحش و طیور / بندگی کرتے ہین حق کی حور و غلمان آدمی

ملکے کر بندون سے حق کی بندگی شام و سحر / بن مسلمانون نہین تو بھی اک مسلمان آدمی

باندھکر لیجائیگا کیا سر پہ اس انبار کو
جمع کیون کرتا ہے سرور اتنے سامان آدمی

برا نہ باقی رہیگا نہ اور بھلا باقی / جہان فانی مین رہجائیگا خدا باقی

نہ اولیا رہے باقی نہ انبیا باقی / بس ایک رہ گئی وہ ذات کبریا باقی

یہان جو آیا ہے چلدیگا چار دن رہکر / نہ ایک باقی رہیگا نہ دوسرا باقی

ہمیشہ رہتا ہے وہ زندہ خضر کی مانند / ہے جسکا نام زمانہ مین رہگیا باقی

نہ آدمی نہ فرشتہ نہ جن نہ وحش نہ طیر / رہیگا عالم فانی مین انتہا باقی

مطلع

خدا کی آج ہی جتنی ہو کر ادا باقی / کہ دینے آئے نہ کل کو ذرا ذرا باقی

حساب پاک کرا لیا حساب والونکا / کہ لینے دینے کی ہوجائے سب صفا باقی

نہ باقی جتنے ہین دم جائینگے گزر جسدم / پھر ایسے حال مین تجھسے رہیگی کیا باقی

ہر ایک بندہ سے اب پورا تصفیہ کر لو / کہ رہ نجائے کسیکا کوئی گلا باقی

بحال بیکسی افسوس دار فانی مین / نہ یار باقی ہے اپنا نہ آشنا باقی

خدا سے پوری مرادین طلب کرے ای ناداں / کہ رہ نجائے کوئی تیرا مدعا باقی

بھلائی ایسی بھلا اب کے کر زمانہ مین / کہ تیرے بعد بھی رہجائے وہ بھلا باقی

جھکالے سجدہ مین جب تک ہے اپنا سر سرور
ہلالے کام مین جب تک ہین دست و پا باقی

گذری کچھ تکلیف مین یا گذری اچھی زندگی
ہر طرح کٹ جاتی ہو اس آدمی کی زندگی

مرگ کا اندیشہ پھر کیا رہ گیا باقی اُسے
جسکی گذری طاعت مولی مین پوری زندگی

مرنے سے پہلے ہی مرجاتا ہو مرد زندہ دل
کچھ بھی کار آمد نہین ہے اُسکو اسکی زندگی

کشتۂ تیغ محبت زندۂ جاوید ہے
کسکی ہے قسمت مین ایسی مرگ ایسی زندگی

رزق دیگا آدمی کو کیا نہ وہ روزی رسان
جسنے اپنے فضل سے ہو اُسکو بخشی زندگی

زیست ہو وہ زیست جو کٹ جاوٗ حق کی یاد مین
باقی اسکی کالعدم ہستی ہو فانی زندگی

عاشق جانباز ہرگز مرگ سے ڈرتا نہین
بلکہ اسکو مرنے سے حاصل ہو دوگنی زندگی

آجکل جو مر گیا اچھا ہوا غم سے چھٹا
گویا خالق سے دوبارہ اسنے پائی زندگی

زندہ تا روز قیامت اپنا رکھ دنیا مین نام
کاٹ لے زندہ دلی کے ساتھ اپنی زندگی

بندۂ مقبول کہلائیگا حق کے روبرو
بندگی مین گر گذر جائیگی تیری زندگی

سرورا افسوس صد افسوس تیرے حال پر
کھیل مین برباد کردی تو نے ساری زندگی

ہاتھ پھیلائے رہو ہر دم دعا کیواسطے
اور کھلی رکھو زبان حمد و ثنا کیواسطے

کس لیے رکھتا ہے خویش اور اقربا کیواسطے
سر بسر دے ڈال مال اپنا خدا کیواسطے

عالم ایجاد مین آیا ہو تو اے خاکسار
بندگی و انکسار و التجا کے واسطے

خاکساری سے ہمیشہ سونا بنجاتی ہو خاک
کیا مجرب ہے یہ نسخہ کیمیا کیواسطے

اپنے جانان کیلیے فی الفور کردو جان نثار
ترک کر دل کی محبت دلربا کیواسطے

مطلع

راضی رکھ خلقت کو خالق کی رضا کیواسطے
دوستی کر حق کے بندون سے خدا کیواسطے

غم مین کیون دنیا کی خاطر مبتلا ہوتا ہی تو
بے اجل مرتا ہی کیون اس بیوفا کیواسطے

فکر کر بہر خدا آغاز مین انجام کا
سوچ کر لے ابتدا مین انتہا کیواسطے

درد دل کے واسطے ایسا مسیحا کر تلاش
ایک دم جسکا دوا ہو لا دوا کیواسطے

جائے در وازے پہ خلقت کی خدا کو چھوڑ کر
کب مناسب ہے بھلا اس بینوا کیواسطے

ایک ہی گھر بس ہے اس مسکین سوالی کیلیے
ایک در کافی ہے اس عاجز گدا کیواسطے

رات دن دنیا ہے دون کے واسطے محنت کرے
ہی یہ مشکل سرور بیدست و پا کے واسطے

غیر کو چھوڑ اگر حق کی رضا چاہتا ہے
بھاگ بندون سے اگر قرب خدا چاہتا ہی

صاف کر سینہ اگر صدق و صفا چاہتا ہی
مل بھلے لوگون سے گر اپنا بھلا چاہتا ہی

دولت اور مال سے گنجینہ بھرا چاہتا ہی
بندہ ناچیز بھی کچھ چیز بنا چاہتا ہے

جو کوئی حضرت مولی کو ملا چاہتا ہے
رہتا ان بندون کی صحبت سے جدا چاہتا ہے

ہر کوئی دنیا کی پھندے مین پھنسا چاہتا ہے
مبتلا دام مصیبت مین ہوا چاہتا ہے

لذتین دنیا کی لذت نہین دیتین اُسکو
جو کوئی حق کی عبادت کا مزا چاہتا ہے

عمر کے گھر کی ہے بنیاد نکلنے والی
بس کسی روز مین یہ قصر گرا چاہتا ہے

عزم ہین بندۂ بیکار کے سارے بیکار
کام ہوتا ہے وہی جو کہ خدا چاہتا ہے

درد دل عاشق بیدرد کو کیون کہتا ہی
ایسے بیمار سے کیون اپنی دوا چاہتا ہے

تو بھی کہلاتا ہے بندہ و نہین خدا کا بندہ
افتخار اس سے زیادہ بھلا کیا چاہتا ہی

جان لینے کو کھڑی موت ہے سرور سر پر
دم اخیر اپنا کوئی دم مین ہوا چاہتا ہے

سرافرازی بدرگاہ الٰہی اُسنے پائی ہے
بخاک عجز رکھا جسنے سر گردن جھکائی ہے

نہ قائم تاج سرداری نہ تخت بادشاہی ہے
خدا موجود ہی ہر وقت اور اُسکی خدائی ہے

بلا سے مال و دولت آج عزت جسنے پائی ہے
عوض اعزاز کے آخر کو ذلت ہی اٹھائی ہے

اخیر ان دوستان کج ادا کا کج ادائی ہے
ہے دو دن کی محبت چار دن کی آشنائی ہے

نہ ہو مغرور دولت پر کہ ہے یہ مال بیگانہ
بھروسا کر نہ دنیا پر کہ یہ دولت پرائی ہے

عجب نقاش ہے جسنے ہزاروں نقش لکھے ہیں
ہے اچھا وہ مصور جسنے یہ صورت بنائی ہے

زمانے پر خدا کے فضل کا بادل برستا ہے
برابر سر زمیں پر یہ گھٹا رحمت کی چھائی ہے

مصفا گرچہ صورت آج کل کے دوستوں کی ہے
مگر باطن میں دیکھو تو محبت کی صفائی ہے

غرور اس بندۂ ناچیز کا کیوں بڑھتا جاتا ہے
کہ عجز اور خاکساری خاکساروں کی بڑائی ہے

وہی پھنستا ہے قسمت جسکی بد ہے اس تعلق میں
گرفتار اسمیں وہ ہوتا ہے شامت جسکی آئی ہے

الٰہی نفس اور شیطان ستم سر در پے کرتے ہیں
دہائی ہے دہائی ہے دہائی ہے دہائی ہے

نہ نکلیگی چمن سے عندلیب زار جیتے جی
بھلا از خود کہاں چھوڑیگی وہ گلزار جیتے جی

یہ جھگڑے ختم ہیں کر ڈال ختم اے یار جیتے جی
کبھی بڑھنے نہ دے ناحق کی یہ تکرار جیتے جی

کسی سے بھی نہ رکھ مطلب بغیر از یار جیتے جی
کسیکا منھ نہ دیکھ اے طالب دیدار جیتے جی

کیا کر کام اک دم بھی نہ ہو بیکار جیتے جی
بخیریت گذارنے یہ دن دو چار جیتے جی

حقیقت میں کڑی زنجیر زنجیر تعلق ہے
نہیں پاتا رہائی جس سے دنیا دار جیتے جی

دکھاتا ہے ہمیشہ راستبازان محبت کو
بہت سی بازیاں یہ چرخ کج رفتار جیتے جی

ثبوت ہے اے مسلمان ترک کر رشتہ تعلق کا
اتارا سے مرد ناحق گردن سے یہ زنار جیتے جی

کوئی ملنے نہیں آئیگا بعد از مرگ جب تجھکو
کوئی دم ہے غنیمت صحبت دلدار جیتے جی

مبادا مار دے تجھکو مرض مہلک محبت کا
کچھ اسکا آپ کر لے چارہ اے بیمار جیتے جی

بہت کی جستجو اس دار ناپرسان میں سرور نے
ملا اسکو نہ کوئی محرم اسرار جیتے جی

طمع کی کیسی بھاری ہو بیماری — کہ جاتی ہی نہین ہے عمر ساری
ہوا کیا گر بنا یہ بندۂ زار — کروری لکپتی یا صد ہزاری
اٹھا کر ساتھ کیا لیجائیگا وہ — سفر کے وقت دولت اپنی ساری
نہ رہ جائیگا باقی فقر و فاقہ — نہ تخت و ملک و تاج شہریاری
یہ سارے خود بخود ٹوٹینگے پیوند — کہ ہی نازک بہت یہ رشتہ داری
ہوا و حرص مین ناحق عزیزو — یہان پھرتی ہے خلقت ماری ماری
خدا دیتا ہے ہر فریاد کی داد — خدا ہر ایک کی سنتا ہے زاری
اگر بندہ ہے تو بندہ خدا کا — ادا کر سب حق خدمت گزاری
نکر سستی خدا کی بندگی مین — نہو اے بیوفا خدمت سے عاری
رہا ہو شیر و شکر ہر نیک و بد سے — بخلق و خوبی و نیکو شعاری
کسی سے بھی ترش رو ہو کے مت بول — طبیعت رکھ نہ ہرگز اپنی کھاری

غزل ایک اور بھی لکھ ایسی ہمرؔ تو
کہ خوش ہو پڑھ کے جسکو خلق ساری

ہمیشہ کر جناب حق مین زاری — کہ تیری آبرو ہے خاکساری
عبث ہے بر خلاف حکم تقدیر — یہ بےچینی تری اور بیقراری
جناب حق جو چاہیگا کریگا — وہی ہوگا جو ہوگا حکم باری
جو ہین اہل غرض انکا نبن دوست — کہ لاحاصل ہے ان یارونکی یاری
نہ ہلکا ہو کسیکے گھر مین جا کر — کہ اپنی ہی جگہ پتھر ہے بھاری
کیا کیا بیہوشی کا تو نے یہ کام — کہ ساری عمر غفلت مین گذاری
چلی جاتی ہے خلقت جسطرح سے — تری آجائیگی اک روز باری
کر ایسا کام کار آمد کہ جس سے — ترے ہر فیض کا چشمہ ہو جاری

کدورت دلکی وہ دھوڈالتی ہین | ہی جن آنکھونکی عادت اشکباری
خزان جب ناگہان ہوگی نمودار | اڑیگی اس چمن کی خاک ساری
کہان اسوقت بلبل اور کہان گل | کجا بستان کجا باد بہاری

جو دردِ دل سے ناواقف ہو سرور
وہ کیا جانے طریق جان نثاری

رحلت اس دنیا سے دنیادار جب کر جائینگے | سر پہ اورون کے وہی بار الم دھر جائینگے
باندھکر دنیا سے جب ہم اپنا بستر جائینگے | لیکے انبار عمل ہو اپنے سر پر جائینگے
جتنے اس دنیا مین آئے ہین وہ آخر جائینگے | جتنے پیدا ہو چکے ہین ایکدن مر جائینگے
حکم رہنے کا نہین فانی سراے دہر مین | اس جگہ جتنے مسافر ہین سفر کر جائینگے
ایکدن سوی وطن چل دینگے سارے ذوفنون | آخر الامر اپنے اپنے گھر پہ بے گھر جائینگے
فی الحقیقت جو کہ ہین دروازہ حق کے فقیر | مانگنے کو غیر کے گھر پر وہ کیونکر جائینگے
جمع کیا کر لینگے آخر یہ حریصان جہان | مانگنے کو گرچہ وہ نادار گھر گھر جائینگے
خالی آیا تھا تو جس صورت سے خالی جائیگا | گرچہ دولت کی خزانے سیکڑون بھر جائینگے
کاربد سے خوف کھا جائینگے مردان خدا | جب گنہ پچھلے انھین یاد آئینگے ڈر جائینگے
یہ حریصان جہان و بندگان خاک زاد | باندھکر لیچلے مین کیا دنیا سے پتھر جائینگے
سخت پچھتائینگے دولتمند مرنیکے قریب | جب یہان سب چھوڑکر گنجینۂ زر جائینگے
دست خالی روسیہ نادم سراپا شرمسار | لیکے کیا ہم روبرو خالق کی سرور جائینگے

مسدس

نہ اولیا سے طلب کہ نہ انبیا سے مانگ | نہ ہو فقیر کا طالب نہ بادشا سے مانگ
نہ مانگ یار سے مطلب نہ آشنا سے مانگ | نہ اپنے خویش سے مانگ اور نہ اقربا سے مانگ

مراد اپنی خداوند کبریا سے مانگ

جو سب کو دیتا ہی تو بھی اُسی خدا سی مانگ

ہوا و حرص کو زیادہ بڑھاکے کیا لیگا
تمام دنیا مین ذلت اوٹھاکے کیا لیگا
جہان مین آبرو اپنی گنواکے کیا لے گا
کہین جو مانگنے جائیگا جاکے کیا لیگا

مرادین اپنی خداوند کبریا سے مانگ
جو سبکو دیتا ہے تو بھی اُسی خدا سی مانگ

پکار غافل اگر کے ورد شام و سحر
خدا بغیر کسی پر نہ کچھ بھی بسر و ساکر
جھکا بکعبۂ مقصود دین و دنیا سر
اُٹھاکے ہاتھ بعجز و نیاز و دیدۂ تر

مرادین اپنی خداوند کبریا سے مانگ
جو سبکو دیتا ہی تو بھی اُسی خدا سے مانگ

تجھے ہی مانگنا بندون سے محض لاحاصل
کہ ان سے کچھ بھی نہین رنج کے سوا حاصل
نہ مطلب اُن سے ہے حاصل نہ مدعا حاصل
جو ہینگے آپ ہی محتاج اُنسے کیا حاصل

مرادین اپنی خداوند کبریا سے مانگ
جو سبکو دیتا ہی تو بھی اُسی خدا سی مانگ

نہین ہے خیر کی امید جب کسی گھر سے
نہ آس ٹکڑے کے ملنے کی ہی کسی در سے
نہ ہے مدد کی توقع کسی برادر سے
طلب کر اپنے مطالب خدا سے اکبر سے

مرادین اپنی خداوند کبریا سے مانگ
جو سبکو دیتا ہی تو بھی اُسی خدا سی مانگ

نہ بول اُس سے جو ٹیڑھی ادا کا بندہ ہے
نہ لو کچھ اُس سے فقط جو ریا کا بندہ ہے
نہ مانگ اُس سے جو حرص و ہوا کا بندہ ہے
اگر تو صابر و شاکر خدا کا بندہ ہے

مرادین اپنی خداوند کبریا سے مانگ
جو سبکو دیتا ہی تو بھی اُسی خدا سی مانگ

بصبر و شکر رہو دم بخود فغان مت کر
ذلیل اپنے کو پیش برادران مت کر
کسیکے روبرو راز نہان عیان مت کر
کسیکے سامنے حاجت کوئی بیان مت کر

مرادیں اپنی خداوند کبریا سے مانگ
جو سبکو دیتا ہے تو بھی اسی خدا سے مانگ

تمام دنیا میں لیتے ہیں جس سے سب مطلب
جو دوسے ہو صاحب مطلب کو ہر طلب مطلب
جسے پکارتے ہیں سب پڑی ہے جب مطلب
جو پورا ہر کرتا ہے طالب کے ہر سبب مطلب

مرادیں اپنی خداوند کبریا سے مانگ
جو سبکو دیتا ہے تو بھی اسی خدا سے مانگ

طلب کر حق کی حقیقت کا راستہ حق سے
ہر ایک بات میں امداد لے سدا حق سے
سوالی بن کے تو مانگ اپنا مدعا حق سے
ہر ایک کام کی خاطر کر التجا حق سے

مرادیں اپنی خداوند کبریا سے مانگ
جو سبکو دیتا ہے تو بھی اسی خدا سے مانگ

بھلا تو کس لیے غیروں کے در پہ جاتا ہے
یہ داغ اپنی شرافت کو کیوں لگاتا ہے
اور اپنی حالت ابتر انھیں سناتا ہے
یہ بار سر پہ ندامت کا کیوں اٹھاتا ہے

مرادیں اپنی خداوند کبریا سے مانگ
جو سبکو دیتا ہے تو بھی اسی خدا سے مانگ

دعا میں دست تضرع بڑھا کے اے سرور
غریب بندوں کی صورت بنا کے اے سرور
نہایت عجز سے گردن جھکا کے اے سرور
خیال غیروں کا دل سے اٹھا کے اے سرور

مرادیں اپنی خداوند کبریا سے مانگ
جو سبکو دیتا ہے تو بھی اسی خدا سے مانگ

مخمس بر غزل مصنف

باب کاخ زندگانی ہی کھلا دو چار دن | خانۂ ہستی کی ہی قائم بنا دو چار دن
ہی بھروسا اسکے استحکام کا دو چار دن | سبکو ہے اس دار فانی مین بقا دو چار دن
بادشہ دو چار دن ہے اور گدا دو چار دن

ایک دن یہ بے وطن سوے وطن ہونگے روان | عرش پر یہ لامکان جا کر بنا لینگے مکان
مخلصی پا لینگے قید بندگی سے بندگان | چھوٹ جا لینگے دم آخر اسیران جہان
رہ گئے اس دام بلا مین مبتلا دو چار دن

کارفرمایان عالم حاکمان معدلت | سروران مملکت سرداران عالی منزلت
سرفرازان جہان مسندنشین مکرمت | بادشاہان زمانہ والیان مملکت
جا لینگے سب نوبتین اپنی بجا دو چار دن

یہ منافق یار مطلب دوست کنکے دوست ہین | کون ہے وہ لوگ ہین یہ لوگ جنکے دوست ہین
فی الحقیقت حق کے دشمن ہین جو انکے دوست ہین | دوستان دنیا کے سب دو چار دنکے دوست ہین
اور فقط ہین آشنا یہ آشنا دو چار دن

تھوڑی مدت کیلیے روشن ہے یہ روشن چراغ | ہی جھلکتا ایک دو دم کیلیے گل کا ایاغ
عندلیب زار کا گھر ہے اب و یحا و باغ | سبز ہے دو چار دن کیواسطے یہ سبز باغ
گلشن عالم کو ہے نشو و نما دو چار دن

عمر بھر کرتا رہا دنیا کو تو زیر و زبر | محنتین کرتا رہا مرتا رہا شام و سحر
اب بھی غفلت چھوڑ کر خوف خدا کچھ دل مین کر | عمر کے باقی جو ہین دو چار دن اے بیخبر
کھیل مین کر دیگا ضائع وہ بھی کیا دو چار دن

گاہ تو برنا بنا دنیا مین آکر گاہ پیر | گاہ مفلس نام پایا گاہ کہلایا امیر
گاہ شکر ڈھونڈھتا پھرتا رہا کھاتا گاہ خمیر | چھوڑ دے اب تو یہ فانی لذتین وقت اخیر
ذوق و شوق حق سے کر حاصل مزا دو چار دن

جنکی خاطر جان پر لیتا ہو صدمے صبح و شام
یکقلم یہ لوگ تجھکو بھول جائینگے تمام
رات دن خواب و خور و آرام ہی تجھ پر حرام
پیری پیچھے کوئی لینے کا نہین پھر تیرا نام
ہان رہیگا باقی کچھ کچھ تذکرا دو چار دن

ہی محبت مال و دولت کی عبث پہچان لے
مان لے کہنا مرا اے مرد نادان مان لے
چار دن دنیا مین گذرین جسطرح گذران لے
جان لے اس زندگانی مین غنیمت جان لے
جسطرح دو چار راتین گذرین یا دو چار دن

سب سے رکھ اپنا تعلق دوستانہ چند روز
زندگی جب تک رہے کھا آب و دانہ چند روز
خانۂ دنیا مین رکھ آباد خانہ چند روز
کٹ سکی جسطرح کاٹ اپنا زمانہ چند روز
خیر سے گر لنگھ سکین اپنے لنگھا دو چار دن

بر خلاف حق قدم وہ ہر آگے گر دھر سکتا ہی
مرگ کے آنے سے پہلے مر اگر مر سکتا ہے
کر اگر کچھ خالی کر سکتا ہی یا بھر سکتا ہے
عمر کے دن کرلے کچھ زیادہ اگر کر سکتا ہے
ہی بڑھا سکتا اگر اسپر بڑھا دو چار دن

اب تو بندونکی بدل صورت خدا کے واسطے
پہلوان بن ہار مت ہمت خدا کے واسطے
بندگی کر اور بڑھا عزت خدا کے واسطے
وقت ہی محنت کا کر محنت خدا کے واسطے
کام کر لے اب ہے موقع کام کا دو چار دن

یہ عمارت بنتی صبح و شام ہے کس واسطے
اسطرح کی پختگی اے خام ہے کس واسطے
ہوتا سرگرمی سے اسکا کام ہے کس واسطے
سیکڑون برسون کا استحکام ہی کس واسطے
ہی قیام اس دار فانی مین ترا دو چار دن

جب سے تو آیا ہی ناحق کی مصیبت مین رہا
غم مین دنیا کے رہا یا فکر دولت مین رہا
مبتلا صبح و مسا خواری و ذلت مین رہا
بیخبر تو ابتدا سے خواب غفلت رہا
اب تو ہو بیدار وقت انتہا دو چار دن

عمر جو غفلت میں گذری ہو گئی گذری ہوئی — تا قیامت پھر نہیں ملنے کی وہ تجھکو کبھی
اب یہی بہتر ہے آیندہ کہ اپنے جیتے جی — کرنا مت کچھ کام اسے سرور بغیر از بندگی
زندگی باقی اگر رکھے خدا دو چار دن

مخمس بر غزل مصنف

پہلے کب لوح و قلم ارض و سما موجود تھا — کب یہ خاک و آتش و آب و ہوا موجود تھا
کب کسیکا ابتدا و انتہا موجود تھا — جب نہ تھا یہ عالم ایجاد کیا موجود تھا
پردہ وار پردۂ وحدت خدا موجود تھا

رہنما تھا خاک تہ امت پہ جھکا جس دم قلم — سر بسر لکھنے سے تھا نا آشنا جس دم قلم
چل نہیں سکتا تھا کاغذ پر چلا جس دم قلم — صفحۂ ایجاد پر جاری نہ تھا جس دم قلم
سب کا نقشہ لوح قدرت پر لکھا موجود تھا

تھا کہاں اول ملائک حور و غلمان کا ظہور — کس جگہ تھا وحش و طیر و جن و انسان کا ظہور
عالم امکان میں کب تھا جسم اور جان کا ظہور — سب کے آنے سے یہان پہلے تھا جانان کا ظہور
دل نہ تھا موجود لیکن دلربا موجود تھا

کیون نہ پایا اسکو جو خانہ نشین تھا اپنے گھر — کیون نہ پکڑا اسکو جو شہ رگ سے تھا نزدیک تر
کیون چھپایا اسکو جو ہر جا پہ تھا جلوہ گر — کیون نہ کی اس حاضر و ناظر پہ اپنی نظر
کیون نہ دیکھا اسکو جو ہر ایک جا موجود تھا

حق کے ذوق و شوق سے جتنے اٹھائین لذتین — پھر نہین دنیا کی اسکو یاد آئین لذتین
لذتون پر اسکو ہین حق نے بڑھائین لذتین — ابتدا سے یاد حق سے جسنے پائین لذتین
انتہا تک بر زبان اسکی مزا موجود تھا

جب تلک سلطان ہا فرمانروائے زمین — اور رہا اہل نگین کا جب تلک جاری نگین
اپنے گوشہ میں رہا جب تک گدا گوشہ نشین — جبتک ان فانی مکانون میں رہا انسان مکین

ہر گھڑی پیک اجل سر پر کھڑا موجود تھا

ہوگا کیا گر بادشہ کہلائیگا اے بیخبر
ملک و دولت پر تسلط پائیگا اے بیخبر
شان و شوکت چار دن کہلائیگا اے بیخبر
ساتھ کیا لیجائیگا جب جائیگا اے بیخبر
آیا تھا جس وقت تیرے پاس کیا موجود تھا

کیون نہ پوچھا راز پنہان تونے اپنی آپ سے
کیون نہ دیکھا روی جانان تونے اپنی آپ سے
کیون نہ ڈھونڈا نور عرفان تونے اپنی آپ سے
کیون نہ پایا فیض یزدان تونے اپنی آپ سے
تیرے خود گھر مین یہ گنج بے بہا موجود تھا

خلق سے کسواسطے چھپتا پھرا شام و پگاہ
دیکھنے والے سے کرلی بند کیون تونے نگاہ
بیٹھکر پردہ مین کیون کرتا رہا نامہ سیاہ
چھپکے ای عاصی کیے کسواسطے تونے گناہ
جب خدا تیرے مقابل دیکھتا موجود تھا

ہے شکایت ناروا اس عالم ایجاد مین
جو کہ ہونا تھا ہوا اس عالم ایجاد مین
بن چکا جو بننا تھا اس عالم ایجاد مین
آدمی کو ملگیا اس عالم ایجاد مین
پہلے جو مقسوم مین اسکے لکھا موجود تھا

فی الحقیقت کھوکے عزت ہی کرتا رہا
اہل عزت مین تری ذلت ہی کرتا رہا
رات دن ضائع تری دولت ہی کرتا رہا
روز چھپ چھپکر تجھے غارت ہی کرتا رہا
چور جو گھر مین ترے سر پر چھپا موجود تھا

تخمیس بر غزل مصنف

نہ چھوڑ ہاتھ سے اے مرد حق تسبیح
بنالے ذکر کی تسبیح دائمی تسبیح
زبان سے بول خدا کی گھڑی گھڑی تسبیح
پکار خالق اکبر کے نام کی تسبیح
کرینگے لیں عرش پہ سبوحیان تری تسبیح

ہر ایک دانہ پہ لے نام کردگار مدام
شمار جبکا ہو پڑھنے مین سب شبا مدام

خدا کا ذکر سمجھ اپنا دستور دوام ۔ جناب باری کو کر یاد بار بار مدام
پکڑ کے ہاتھ میں سمرن کبھی کبھی تسبیح

ہے اصل حب کہ محبت محبت مولیٰ ۔ ہے سب سے اچھی اطاعت اطاعت مولے
رکھ اپنے دل کا تعلق بالفت مولے ۔ دم اخیر تلک کر عبادت مولے
سمجھ لے زندگی میں اپنی زندگی تسبیح

گمان سے نکلے بلک یقین پہونچ جائے ۔ فرشتے ہیں کہ بچرخ برین پہونچ جائے
یہ بندہ جس جگہ چاہے وہین پہونچ جائے ۔ فرشتے ہیں کہ بچرخ برین پہونچ جائے
پڑھے زمین پہ اگر کوئی آدمی تسبیح

خدا نے دیدۂ بینا ہے گر تجھے بخشا ۔ کیا ہے تجھکو با نوار معرفت بینا
پڑا جو مصحف خاطر پہ ہے آشکار وہ ۔ پڑھ اپنے سینہ سے سبحان ربی الاعلے
کہ ہے یہ صفحۂ دل پر لکھی ہوئی تسبیح

نکال منھ سے بجز ذکر حق نہ کوئی بات ۔ رکھ اپنے دل مین شام و سحر تصور ذات
گذار حق کی عبادت کے شغل مین دن رات ۔ کبھی زبان سے نفی بول اور کبھی اثبات
کبھی پکار تو تہلیل اور کبھی تسبیح

ہر ذوق و شوق الٰہی میں سب جہان ۔ خدا کی بندگی کرتے ہیں سارے مار و مور
ہر دل سے اسکی اطاعت ہر ایک کو منظور ۔ خدا کی یاد میں ہیں وام و دد و وحوش و طیور
اسی کی رکھتے ہیں ورد زبان سبھی تسبیح

سما سے تا بسمک کرتے ہیں خدا کا ذکر ۔ زمین سے تا بفلک کرتے ہیں خدا کا ذکر
فلک سے عرش تلک کرتے ہیں خدا کا ذکر ۔ فلک پہ سارے ملک کرتے ہیں خدا کا ذکر
زمین پہ پڑھتا ہے ہر ایک آدمی تسبیح

نہ رکھ تو فکر نہ اندیشہ شاد کام رہو ۔ خدا کے نام کا کر ورد مستدام رہو

خدا کے کام پہ حاضر علی الدوام رہو | خدا کے ذکر مین مشغول صبح و شام رہو

کرا سکے نام کی ہر وقت ہر گھڑی تسبیح

تو تسبیح بننے کی خاطر بنا نہ سجادہ | ریا کے واسطے اتنا بڑھا نہ سجادہ

ہوا و حرص کا سر پر اٹھا نہ سجادہ | فریب و مکر کا ہرگز بچھا نہ سجادہ

نہ باندھ لوگون کے دکھلانے کو بڑی تسبیح

کسی کو مرد ریا کار بن کے مت دکھلا | جبین عجز بہ خاک نیاز رکھ اپنا

ہر ایک طرح سے کر لے عبادت مولیٰ | ہزار دانہ کی تسبیح کی ضرورت کیا

بنا لے انگلیون کی وقت بندگی تسبیح

زبان تشکل قلم رکھ ہمیشہ تر سرور | جھکا لے لکھنے مین مانند خامہ سر سرور

رقم کر اپنا یہ نامہ بآب زر سرور | بسلک نظم پرو لے نئے گہر سرور

بنا لے موتیون کی حمد ایزدی تسبیح

مخمس بر غزل مصنف

ابر گوہر بار ہی بیوقت گریان آجکل | گل ہین بے موسم بہا غنچہ خندان آجکل

حالتین برعکس ہین ساری نمایان آجکل | ٹیڑھے چکر کھاتا ہے گردون گردان آجکل

چالین سب چلتا ہی الٹی دور دوران آجکل

جامۂ ماتم ہے پہنا عندلیب زار نے | بند کر رکھی ہین آنکھین نرگس بیمار نے

آب و تاب رو سے گل کر لی ہی حاصل خار نے | آجکل نقشہ نیا بدلا ہے اس گلزار نے

ہے نرالے ڈھنگ پر رنگ گلستان آجکل

گردنین ہین سرفرازان جہان کی آج پست | فاقہ مستی کے نشہ مین پھرتے ہین ہشیار مست

خوار ہی و رذلت مین ہین یا خود ساری حق پرست | کوئی مفلس ہے کوئی محتاج کوئی تنگدست

کیا شریفان جہان پھرتے ہین حیران آجکل

ہنگے مردان دلاور حسرت و ارمان میں — زندہ دل سب کاٹتے ہیں زندگی زندان میں
رستم جنگی ہیں چھنگے آجکل میدان میں — آجکل موتی لٹکتے ہیں گدھو نکے کان میں

ہیں بچارے آدمی سر در گریبان آج کل

صاحب دولت جو تھے اب ہیں غلام کمترین — پوچھتے جو جاتے تھے انکو پوچھتا کوئی نہیں
مانگتے ہیں در بدر دنیا کی خاطر اہل دین — آجکل ہیں مسند دولت پہ حیوان جا نشین

وحشی بنکر پھرتے ہیں آوارہ انسان آجکل

ہیں جو شاگردان شیطان اولیا کہلاتے ہیں — رو سیاہان جہان سینہ صفا کہلاتے ہیں
تیرہ باطن لوگ مردان خدا کہلاتے ہیں — رہزنان راہ مولی رہنما کہلاتے ہیں

چور ہیں گنج سلامت پر نگہبان آج کل

اب نئے اس کارگاہ دہر میں ہوتے ہیں کام — تازہ نقشے کھینچے جاتے ہیں یہاں ہر صبح و شام
صورتیں اپنی بدل بیٹھی ہے خلقت خاص و عام — جا بجا شکلیں نئی دکھلاتی دیتی ہیں تمام

تازہ آتے ہیں نظر دنیا میں سامان آج کل

آج کل عاجز شریفوں پر مصیبت ہے کمال — اپنے اندیشے سے افزون ہے انھیں رنج عیال
شب کو زندان الم ہے دن کو زنجیر ملال — ہیں بہر حالت وہ اپنے حال سے برگشتہ حال

کسقدر ابتر ہے حال دردمندان آج کل

چاہتا بندوں سے ہے وہ بندہ پرور بندگی — مرتبہ ہے سب سے اعلی سب سے برتر بندگی
بندہ ناچیز کو ہے سب سے بہتر بندگی — بندگی کر بندگی کر بندگی کر بندگی

وقت ہے اب وقت فرصت کا مری جان آجکل

بندگان بارگاہ حق میں روشن نام کر — نوش خالق کی محبت کا ہمیشہ جام کر
بندہ بنکر بندگی کا کام صبح و شام کر — آجکل کا وقت کارآمد ہے تیرے کام کر

دن کمائی کے فقط ہیں مرد نادان آج کل

کام دیتا ہی ابھی تیرا یہ جسم نیم جان — دست و پا ملتے ہین اور قایم ہین نبد استخوان
کان سنتے دیکھتی آنکھین ہین اور گویا زبان — بندگی کرتا نہین کسواسطے اے ناتوان
ہیں لگے سب ہو جو جس حالت مین سامان آجکل

بن گیا ہی قطرۂ ناچیز دریا شکر ہے — اُڑکے پہونچا چرخ چارم پر یہ ذرا شکر ہے
پایۂ عزت ہے اس عاجز نے پایا شکر ہے — سرور ناخواندہ وکم گو خدا کا شکر ہے
مشتہر اہل سخن مین ہے سخندان آجکل

مخمس بر غزل مصنف

رکھو جاری ذکر باری اپنے منہ سے بار بار — بر در مسجد رہو قایم کھڑے دیوار وار
پاؤ اُس دَر سے یہ دربار خدا ہر بار بار — بندگی کے واسطے سب مل کے بیٹھو بار بار
ہر جگہ یک یک و دو دو تین تین اور چار چار

ہی ترا وقت اخیر انجام کا اب وقت ہے — سارے وقتون سے فقط آرام کا اب وقت ہے
موت صبح کب جنت کا اب کب کام کا اب وقت ہے — عمر گذری کٹ چکا دن شام کا اب وقت ہے
کر سکیگا کیا بھلا اس وقت اے بیکار کار

خشک ہوجائیگا ہر نخل رطب وقت خزان — جانور اس باغ کی چپ ہونگے سب وقت خزان
ہوکے خوشدل قمریان بولینگی کب وقت خزان — گل نہ آئیگا نظر گلشن مین جب وقت خزان
عندلیب زار روئیگی نہ کیونکر زار زار

چھوڑ ان کی دوستی کر سارے رو دنیا کی دوست — اپنے دل سے دفع کر سب نیک و بد دنیا کی دوست
کام آنیکے نہین اے بیخبر دنیا کے دوست — دے نہین سکتے ہین کچھ تجھکو مدد دنیا کی دوست
بن نہین سکتے ہین دشمن دوست اور اغیار یار

دوستی دنیا مین کر حاصل کہ حق تجھکو ملے — پاک کر ہر دشمنی سے دل کہ حق تجھکو ملے
دھو نجاست سے یہ آب و گل کہ حق تجھکو ملے — بے تعصب ہر کسی سے مل کہ حق تجھکو ملے

جسطرح ملتے ہین باہم دوست دریا یار

نغمے سن بستان مین جا کر عندلیب زار کے ۔ آنکھین کھول اور دیکھ جلوے گلشن بہار کے
مت لگا ہاتھ انکو کر حاصل مزے دیدار کے ۔ سیر کر اور دور سے گل دیکھ اس گلزار کے
پر بنا اپنے گلے کا انکو مت زنہار ہار

سب الگ ہونگے زن و فرزند بعد از چند روز ۔ ڈھیلے ہو جائینگے یہ ولبتہ بعد از چند روز
آخرش کھل جائینگے یہ بند بعد از چند روز ۔ ڈھیلے ہو جائینگے یہ پیوند بعد از چند روز
رشتے سب دنیا کے ہو جائینگے آخر تار تار

دشمن جان ہے شیطان لعین بد انصرام ۔ روکتا ہے تجھکو تیری حق کے رستے سے مدام
اسکے پھندے مین نہ آنا توڑ دینا اسکا دام ۔ نفس کافر سے بہادر بن کے لینا انتقام
اس پہ خود کرنا پکڑ کر ہاتھ مین تلوار وار

مسند عز و شرافت سے اٹھا لیگا تجھے ۔ اپنا بندہ حق سے چھڑوا کر بنا لیگا تجھے
اژدہا بنکر فقط اک دم مین کھا لیگا تجھے ۔ ایک دن یہ سانپ بنکر مار ڈالیگا تجھے
نفس امارہ کیا کرتا ہے ہر دم مار بار

ہو ترقی یا تنزل روزگار دہر مین ۔ نیک خو یا بد کوئی رہتا ہو دیار دہر مین
خار ہو یا گل ہو پیدا نور بہار دہر مین ۔ موسم گل یا خزان ہو لالہ زار دہر مین
دل کو ایسے انقلابون سے نہ رکھنا خارخار

کرتا ہے دنیا پہ کیون مائل تو اپنے آپ کو ۔ ایسا کیون کھتا ہے بیحاصل تو اپنے آپ کو
کس لیے کرتا ہے خود گھائل تو اپنے آپ کو ۔ سخت بیماری ہے درد دل تو اپنے آپ کو
بن کے نا پرہیز مت اے سرور بیمار بار

مخمس بر غزل مصنف

سو بخش حق کے نام پہ سرور ہزار بخش ۔ بخشش کے وقت مال کو مت کر شمار بخش

مال اپنا دل کو کھول کے اے مالدار بخش — جو ایک و طلب کرے تو اُسکو چار بخش

جبتک ترا خزانہ پہ ہے اختیار بخش

حق نے کیا ہے تجھکو اگر اہل منزلت — اور رکھ دیا ہے سر پہ ترے تاج مکرمت
سائل کو اپنے باب سے محروم چھوڑ مت — کر لطف عاجزون پہ فقیرون پہ مرحمت

مال و گہر بمفلس و بیروزگار بخش

دنیا مین ہونا چاہتا ہے سرخ رو اگر — مطلوب عاقبت مین بھی ہے آبرو اگر
بخشش کی کچھ ہے دل مین ترے آرزو اگر — امیدوار مغفرت ہے حق سے تو اگر

تو بھی گناہ بندۂ تقصیروار بخش

بندون پہ پورا فضل خدا ہوگا حشر کو — سب کو بہشت حق سے عطا ہوگا حشر کو
سب دور درد و رنج و بلا ہوگا حشر کو — لا تقنطوا کا وعدہ وفا ہوگا حشر کو

سارے گناہ دیگا وہ پروردگار بخش

کرتا ہے اپنا نامۂ اعمال خود سیاہ — بھولا ہوا ہے آدمی گمراہ خواہ مخواہ
پر کسقدر ہے مرحمت حضرت اِلٰہ — ہر بار بندہ کرتا ہے جو بھول کر گناہ

باری تعالےٰ دیتا ہے وہ بار بار بخش

اندازہ نا روا ہی سخاوت کے کام مین — تعداد کب بجا ہے سخاوت کے کام مین
دینا ہی مدعا ہے سخاوت کے کام مین — گنتی ضرور کیا ہے سخاوت کے کام مین

جو بخشتا ہے مال سے تو بے شمار بخش

غافل نہ رہ زمانہ مین ہر وقت کام کر — ہر دم گناہ کرنے سے رکھ دل کو تھام کر
اپنی رہائی کے لیے کچھ انتظام کر — توبہ ہر ایک جرم سے ہر صبح و شام کر

تا دیوین تجھکو خالق لیل و نہار بخش

لیل و نہار جن پہ تو کرتا ہے جان نثار — رہتا ہے روز جن کی محبت مین بیقرار

ہے جنکے دیکھنے کا بہر حال انتظار		تیری مدد کرینگے یہان کیا یہ دوستدار	
	کیا عاقبت مین دینگے یہ دنیا کی یار بخش		
مت رکھ کسیکے عشق مین پامال اپنا دل		اپنے لیے بنالے نہ جنجال اپنا دل
دلبر کو اپنے مانگے تو دے ڈال اپنا دل		کردے فدا اسی پہ بہر حال اپنا دل
	جانان کو اپنے جان بھی اے جان نثار بخش		
یارب غریب بندۂ نادان پہ رحم کر		ہر آدمی پہ فضل ہر انسان پہ رحم کر
ان بیکسون کے دیدۂ گریان پہ رحم کر		ان عاجزون کے حال پریشان پہ رحم کر
	یارب گناہ بحر ورا امیدوار بخش		

ترکیب بند

بندۂ حق بندگی کا کام کر	نیک ہو جس کام کا انجام کر
عجز سے ہر رات دن گردن جھکا	سجدۂ اخلاص صبح و شام کر
پی شراب عشق ربانی مدام	نوش الفت کا ہمیشہ جام کر
آدمی ہے تو اگر وحشی نہ بن	آدمیت اپنی مت بدنام کر
ہر گنہ سے روک اپنے آپ کو	دل کو رکھ دنیا سے دو دن تھام کر
حق پرستی مین بہت مضبوط ہو	بندگی مین اپنا استحکام کر
اپنا رکھ خلق خدا سے خلق نیک	نیک خو بندون مین روشن نام کر
مت رہو دنیا مین حق کا قرضدار	اپنے ذمہ سے ادا یہ وام کر
طاعت خالق مین اپنے جسم پر	رات اور دن کا حرام آرام کر
کام کے دن جب گذرتے جاتے ہین	کچھ تو فکر گردش ایام کر
رکھ نہ اس دنیا پہ امید وفا	دور خاطر سے خیال خام کر

بن مجرد سب تعلق چھوڑ کے

ہو اکیلا سارے رشتے توڑ کے

پہلے اس ہستی کی ہستی تھی کہاں
اے بشر تیرا معین تھا مکان

کون تھی صورت تری اظہار کی
نام کیا تھا کیا پتہ اور کیا نشان

تھا کہیں تو خاک یا گرد و غبار
آگ تھا یا باد یا آب روان

برق کی مانند آتشبار تھا
یا بشکل ابر تھا گوہر فشان

تیرا مسکن تھا زمین پر یا کہین
اُڑتا پھرتا تھا با وج آسمان

خار تھا یا گل تھا یا سرو چمن
عندلیب زار تھا یا باغبان

بن کے قمری یا کیا کرتا تھا شور
کبک تھا یا بلبل فریاد خوان

عرش یا کرسی تھا یا لوح و قلم
یا زمین یا گردش دور زمان

خاک کا ذرہ تھا تو یا آفتاب
پانی کا قطرہ تھا یا بحر روان

نور تھا یا سایہ بے نور تھا
غم مین تھا اندوہگین یا شادمان

الغرض سب کچھ تھا اور کچھ بھی نہ تھا
جس سے واقف تھا خدای دو جہان

اب بھی ای خاکی تو اصل اپنا نہ بھول
چار دن کی بات پر اتنا نہ پھول

کوئی دن مین جب گذر جائیگا تو
اور سفر دنیا سے کر جائیگا تو

دیدۂ عالم سے ہوگا نا پدید
روبرو لوگون کے مر جائیگا تو

یہ جو ہے مٹی کا گھوڑا دوڑتا
پشت سے اُسکی اُتر جائیگا تو

ہوگی گر دل مین تری حب وطن
خوشدلی سے اپنے گھر جائیگا تو

آیا تھا تو جس جگہ سے بس وہین
کرکے طے اپنا سفر جائیگا تو

ہے مکان لامکان تیرا مکان
اے مکین آخر جدھر جائیگا تو

سخت مشکل ہوگی گر اے بردبار
بار سر پر باندھکر جائیگا تو

ساتھ اپنے کچھ نہیں لیجائیگا — چھوڑ کر یہ سیم و زر جائیگا تو
بھول جائینگے تجھے جتنے ہیں دوست — دل سے لوگوں کے اتر جائیگا تو
وصل ہو جائیگا حق کی ذات حق — جتنا بگڑا ہے سنور جائیگا تو
جمع کر لے وقت ہی عرفان کا گنج — لیکے کیا اے بے ہنر جائیگا تو

تیرے چل دینے کا جب وقت آئیگا
ایک ساعت بھی نہ مہلت پائیگا

وقت پر حامی ترا ہوئیگا کون — یار کون اور آشنا ہوئیگا کون
تیری اس کشتی کا اس گرداب مین — ناخدا غیر از خدا ہوئیگا کون
کون غمخواری کریگا وقت غم — چارہ گر اس درد کا ہوئیگا کون
جس جگہ پر تو ہے اٹھتا بیٹھتا — کون بیٹھیگا کھڑا ہوئیگا کون
بارکش اس تیرے سنگین بار کا — دوسرا تیرے سوا ہوئیگا کون
دیدۂ حیرت سے تیری خاک کو — دیکھیں اس دن دیکھتا ہوئیگا کون
آجکل جس گھر مین تو آباد ہے — تیرے بعد اسمین بسا ہوئیگا کون
جب چلا جائیگا تو پھر کیا خبر — کون آیا اور گیا ہوئیگا کون
کون دولتمند ہوگا کون شاہ — کون مفلس اور گدا ہوئیگا کون
کون بن جائیگا بدکار دن مین بر — نیک بندون مین بھلا ہوئیگا کون
دیکھیے ہمنام تیرے نام کا — پھر جہان مین دوسرا ہوئیگا کون

کب پھر ترا نشان مل جائیگا
دولت و ملک و مکان رل جائیگا

فی الحقیقت تو ہے پتلا خاک کا — جسم ہے تیرا سراپا خاک کا
خاکساری سے فقط رکھ اپنا کام — جس سے بن جاتا ہے سونا خاک کا

عرش پر ہے کیون ترا ایسا دماغ ۔ ذرہ کیون اڑتا ہے اتنا خاک کا
بن گیا ہے آگ ناداں کس لیے ۔ اصل کیون بھولا ہے اپنا خاک کا
گر میسر ہو پہن اے خاکسار ۔ اس بدن خاکی پہ جوڑا خاک کا
خاک تھا پہلے بھی اس ہستی سے تو ۔ پھر بھی ہو جائیگا تو وا خاک کا
سرنگون رہتا ہے جبکہ پیر آسمان ۔ مرتبہ ہے سب سے اونچا خاک کا
ہے ظہور نور حق جس سے مدام ۔ دیکھ یہ پتلا ہے کیسا خاک کا
ہے مگر تھوڑے سے دنون کے واسطے ۔ ہو رہا ہے جو تماشا خاک کا
بے ٹھکانے ہوگا آخر ایک روز ۔ جسقدر ہے اب ٹھکانا خاک کا

ایسی اندھیری اچانک آئیگی
خاک کو تیری اڑا لیجائیگی

ہے غرور اے نوجوان کس بات پر ۔ حق کو بھولے ہو میان کس بات پر
اسقدر اٹھتا ہے باری جوش کے ۔ مغز سے تیرے دھوان کس بات پر
کیسی ہے تقریر کیسی گفتگو ۔ اتنی کھولی ہے زبان کس بات پر
جبکہ جانے کے لیے آیا ہے تو ۔ پھر یہ تکیہ اور مکان کس بات پر
دار فانی مین امید زندگی ۔ جھوٹی یہ وہم و گمان کس بات پر
بے نشانی جبکہ ہے اپنا مآل ۔ اتنے یہ نام و نشان کس بات پر
جبکہ گھر زیر زمین ہوگا ترا ۔ پھر خیال آسمان کس بات پر
کرتا ہے اہل بلبل تصویر تو ۔ اسقدر شور و فغان کس بات پر
چند روزہ یہ تری گلزار ہے ۔ ہے بھروسا باغبان کس بات پر
دن تری چلنے کے آئے ہین قریب ۔ پانون پھیلائے ہین یان کس بات پر
کس طرح جائیگا حق کے روبرو ۔ منھ دکھائیگا وہان کس بات پر

ابتدا مین سوچ لے انجام کر
وقت پر ہوگا وگرنہ شرمسار

بے عبادت قرب ملتا ہی نہین
یہ نہین ہرگز نہین ہرگز نہین

نخل گردون ہوگا تو گردن بلند
عجز سے رکھیگا گر سر بر زمین

لکھے گر سینے پہ نقش کردگار
روشنی پائیگی ترے دل کا نگین

غیر کی الفت مین حق کیونکر ملے
کسطرح حاصل ہو اس دنیا سے دین

سر جھکا اسکے سر در مالک جہان
تا جھکے تیری طرف چرخ برین

سرخ روئی گر تجھے مطلوب ہے
خاک سے آلودہ رکھ اپنا جبین

ہاتھ پھیلا اپنے حق کے روبرو
غیر سے کوتاہ کرلے آستین

دوستان حق سے کرلے دوستی
چھوڑ کر کبر و غرور و بغض و کین

دوست اور دشمن سے رکھ اپنا سلوک
نیک و بد کو کرلے اپنا ہمنشین

صانع اکبر کی صنعت دیکھ لے
صفحۂ عالم پر چشم دوربین

چھوڑنے کی چیز ہے دنیا کا مال
اسکی خاطر دل نہ رکھ اپنا حزین

کل کو جو چھوڑیگا فوراً چھوڑ دے
آج ہی جوڑ اسکا دل سے توڑ دے

جلوۂ حق جا بجا ہے دیکھ لے
حاضر و ناظر خدا ہے دیکھ لے

ہر جگہ اس کاتب قدرت کا نقش
لوح عالم پر لکھا ہے دیکھ لے

دل کی آنکھین کھول اے اہل نظر
کیا تماشا ہو رہا ہے دیکھ لے

ڈھنگ کیا ہے عالم اسباب کا
رنگ اس گلشن کا کیا ہے دیکھ لے

پست ہر کس کس کا ہستی مین مکان
اونچی کس کس کی بنا ہے دیکھ لے

بوستان دہر مین اے عندلیب
کیسا کیسا گل کھلا ہے دیکھ لے

سب کی خاطر آنے اور جانے کا در ۔ وا ر دنیا مین کھلا ہے دیکھ لے
ظاہر و باطن کو چشم غور سے ۔ گر ترا سینہ صفا ہے دیکھ لے
پانی کا قطرہ ہے سب کی ابتدا ۔ خاک آخر انتہا ہے دیکھ لے
دیکھنے والا ترے اعمال کو ۔ چھپ کے ہر دم دیکھتا ہے دیکھ لے
کوئی دن مین آنکھین ہو جائینگی بند ۔ آجکل جو دیکھتا ہے دیکھ لے

دیدۂ مردم سے جب چھپ جائیگا
پھر تو کس کے دیکھنے کو آئے گا

دیکھ کیا دنیا کی رنگین ہے بہار ۔ ہے شگفتہ جس سے گھر گھر لالہ زار
حق نے پیدا کی ہے مانند بہشت ۔ اس چمن کی خاک ساری آبدار
برسا کرتا ہے ہمیشہ رات دن ۔ اس پہ ابر رحمت پروردگار
گلرخان دہر اس گلزار مین ۔ جاتے آتے ہین ہمیشہ بار بار
بادشہ ہے تخت گلرنگی پہ گل ۔ بلبلین ہین خاوران جان نثار
پھولتا ہے اس چمن مین تازہ پھول ۔ ہر گھڑی شام و سحر بلبل ہزار
گاہ بے رونق خزان سے باغ ہے ۔ مثل بو اڑتا ہے گلشن کا غبار
جابجا خندان کبھی گلزار ہے ۔ اور کبھی ابر بہاری اشکبار
لیکے پیالہ ہے کہین لالہ کھڑا ۔ ہے کہین نرگس کی آنکھون مین خمار
مجمع گل ہے کبھی اس باغ مین ۔ اور کہین پھیلا ہوا دامان خار
سیر کر اس باغ کی شام و سحر ۔ باندھ دل مت اس سے لیکن زینہار

کیونکہ یہ گلشن ہے اور گل چند روز
نغمہ زن ہے اسمین بلبل چند روز

کب تلک آخر رہیگا جلوہ گر ۔ سرزمین پر جلوۂ شام و سحر

کب تلک گردش مین ہوگا آسمان
کب تلک چکر آئینگے شمس و قمر

خانۂ عالم مین یہ فرش زمین
ہوگا کب تک مسکن جن و بشر

ہوگا پیدا کب تلک پتھر سے لعل
کب تلک نکلیگا دریا سے گہر

کب تلک ہوئیگی برق آتش فشان
پانی برسائیگا کب تک ابر تر

تخت پر بیٹھینگے کب تک بادشاہ
کب تلک سائل پھرینگے در بدر

پھولتے کب تک رہینگے ایسے پھول
کب تلک لائیگا یہ بستان ثمر

داب کر رکھینگے کب تک مالدار
گنج مال و گنج سیم و گنج زر

کب تلک باقی رہینگے اتنے لوگ
دار فانی کو بنا کر اپنا گھر

ہو رہا ہے جو تماشا روبرو
دیکھینگے کب تک اسے اہل نظر

بادر چلنے شجر ہین آج کل
مرگ کا کب تک نہ کھائینگے تبر

نقشہ یہ آخر کھنچیگا کب تلک
کھینچکے پھر قایم رہیگا کب تلک

دولت دنیا کی پر وا مت کرو
سامنے آئے تو دیکھا مت کرو

تم سے آخر کار جو چھن جائیگی
ایسی دولت پر بھروسا مت کرو

مرتے دم تک بھی توجہ سوی غیر
مت کرو اے میرے مولی مت کرو

عمر و دولت بے سہارا چیز ہے
دوستو اسکی تمنا مت کرو

خاکساری کیے بغیر اے بندگان
فخر اور عزت کا دعوی مت کرو

ہووے آخر جس سے ناکامی نصیب
ابتدا مین کام ایسا مت کرو

رشتۂ الفت خدا سے باندھ لو
دل مین جب غیر رکھا مت کرو

واقف سر حقیقت کیے بغیر
راز اپنے دل کا افشا مت کرو

اپنے خالق پر فقط تکیہ کرو
خلق سے ہرگز تولا مت کرو

اپنے حق سے دولتِ دین مانگ لو	مال دنیا کا پیارا مت کرو
خود قدم رکھنا نہو جس راہ پر	رستہ اُس رستے کا پوچھا مت کرو

یار و سرور کی نصیحت مان لو
جان لو دنیا کو اور پہچان لو

تاریخ طبع از منشی غلام حیدر صاحب حیدر کہ مطبوعہ سابق تھی اور اب مطبع ہذا کے مصحح صاحب نے اسکو درست کر دیا چنانچہ بطبع سال حال کے سن اوسمین نکلتی ہین

کیسی خوشخطی سے ہے لکھی گئی	یہ کتاب بے بدل حمد ایزدی
کیا یہ دیوان لائق تعریف ہے	سرور لاہور کی تصنیف ہے
کیسا یہ دیوان ہی دیوان لاجواب	کیسی اچھی ہے یہ لاثانی کتاب
ہی یہ دیوان دارو ئے درماندگان	ہے یہ دیوان حرز جان عاشقان
کسقدر اس کے مضامین تیز ہین	کیسے شور انگیز و درد آمیز ہین
اسکو جب پڑھتے ہین مردان خدا	پورا پاتے ہین اپنا مدعا
حق کا طالب اسکی رکھتا ہے طلب	دمبدم ساعت بساعت روز و شب
معرفت کا جسکے دلمین ذوق ہے	اسکے پڑھنے کا اُسی کو شوق ہی
وقت تنہائی یہ دیوان یار ہے	حالت غم مین یہی غمخوار ہے
چھوٹا سا دیوان ہے یہ لکھا گیا	پھر بڑا اہی اس سے حاصل فائدا
مستفید اس سے ہوا اب سارا جہان	نیک و بد خرد و کلان پیر و جوان
ہاتف غیبی نے وقت فکر سال	مجھسے حیدر یہ کہا بے قیل و قال
پڑھ دہ زروے بہتری سال منیر	چھپ گئی کیا ہی یہ حمد بے نظیر

۱۳۲۷ھ

خاتمۃ الطبع

ہر وقت مین تائید افضال سرمدی اور امداد ایزدی کی در کار ہے کہ اسی کے افضال بیحال
سے اکثر کتب ہر ایک علم و فن کی اس مطبع نامی مین طبع ہوئین کہ جس سے جوہر لیاقت
اور مادہ قابلیت علمی ہر مصنف کا علے قدر مراتب عالم پر آشکار ہوا سچ ہے کہ ہر ایک کی
صلاحیت طبع جداگانہ ہی کسیکے طرز سخن کا اور ہی رنگ ہی کسیکی بول چال شوخی انداز کلام کا
نرالا ہی ڈھنگ ہی مگر ہر ایک سخن کے آشنا جامعیت فنون مین یکتا کم ہونگے جیسے
کہ مجموعۂ کمالات سخنور صاحب فکر ارجمند زبان آور مرتفی معارج کمالات بلند کلیم طور سخندانی
عندلیب گلستان خوش بیانی متصف مجامد باطنی و ظاہری مفتی غلام سرور صاحب
لاہوری ہین صاحب تصنیفات کثیر جنکی تصانیف سی بہت کتابین اس مطبع مین طبع ہوئین
اور بڑی خواہش سے بکین مثل گلدستہ کرامات خزینۃ الاصفیا گنجینہ سروری معروف
بہ گنج تاریخ مخزن حکمت اخلاق سروری گلشن سروری بہارستان معروف بہ گلزار شاہی
لغات سروری حدیقۃ الاولیا دیوان سروری مدحیہ حضرت محبوب سبحانی - دیوان
نعت سروری سبحان اللہ کیا تیسرا دیوان تصنیف فرمایا ہی نئی روش کی غزلین ردیف
وار اور مخمسات کا چمنستان کھلایا ہے جسمین حمد خداوند حقیقی کو اور مضامین سلوک تصوف
اور ترک علائق دنیائے دون کو کس حسن بیانی سے نبا ہا ہے اور دولت پند و نصائح
اور ترغیب عبادات کے حصول کے لیے یہی دیوان گویا بمنزلہ منادی ہی جسکا نام دیوان
حمد ایزدی ہے - اور حق بھی یہی ہے کہ شاعری وہی مقبول اور مختار ہے جسمین حمد خداوند
عالم جل جلالہ و جل شانہ اور نعت حضرت رسول محبوب پروردگار ہے یا جو منقبت
آل امجاد اور عترت اطہار اور متضمن مدحت اصحاب اخیار حضرت سید ابرار ہے کیونکہ دنیا
مین ایسی شاعری حصول سعادت اور برکت کا ذریعہ ہے اور آخرت مین وصول تحفۂ شفاعت
اور نجات کا وسیلہ ہے ایسی ہی شاعری برگزیدہ اور پسندیدہ ہے اور فاعل اسکا

مرد عاقل اور فہمیدہ ہے جس فعل کا مآل اور نتیجہ اچھا منتج ہو وہی فعل سنجیدہ ہے کام وہی بہتر ہے جسمین خوشنودی خدا اور رضامندی رسول مقبول متصور ہو اور انجام جسکا بہتر ہو نہ کہ ایسی شاعری جو اول سے آخر تک بندش مضامین خط و خال اور لب و ابروے معشوق ظاہری سے مملو ہو اور جسکے ہر پہلو مین غلو ہو فراق یار اور صدمات ہجر کی جن جن اشعار مین بندش باندھی جاتی ہے گویا معاذ اللہ قیامت ڈھائی جاتی ہے کسی جگہ شعر مین اپنے آپ کو مردہ بناتے ہین کہین جی جاتے ہین شارع علیہ السلام نے ایسے ہی شعرا کو مرتکب معاصی ٹھہرایا ہے معصیت شعار فرمایا ہے اور کلام بلاغت نظام حضرت رب انام عز اسمہ اعنی فرقان حمید و قرآن مجید مین الشعراء یتبعہم الغاوون ایسون ہی کے حق مین آیا ہے مردان خیر سگال اور انجام بین کو ایسی بندشون سے باز رہنا چاہیئے اور ہر طرح احتراز کرنا چاہیئے و باللہ التوفیق و ہو الرفیق الاعلےٰ والسلام علی من تبع الہدےٰ۔ المختصر یہ دیوان برکت توامان جو اپنی خوبیون مین اپنا آپ ہی نظیر ہے اس سے پہلے چند بار مطبع منشی نولکشور صاحب سی آئی ای موسوم بہ اودھ اخبار واقع شہر لکھنؤ اور لاہور مین چھپا اور فی الحال حسب استبدا دشائقین با تمکین مطبع منشی نولکشور واقع شہر کانپور مین بسرپرستی امیر باذل سخی دریا دل معلےٰ القاب ذی المجد و المحاسن عالیجناب منشی پراگ نرائن صاحب بھارگو رائے بہادر مالک مطبع دام اقبالہ باہتمام کامل منشی بھگوان دیال صاحب عاقل ایجنٹ مطبع بماہ ستمبر ۱۹۰۹ء بار اول طبع ہوا

تاریخات طبع

از افضل الاماثل منشی بھگوان دیال صاحب عاقل الخیب مطبع

لکھا سرور نے یہ دیوان حمد و نعت مین ایسا
کہ جسکی بزم اہل قال مین تعریف بیجد ہی

تفکر تم عبث کرتے ہو فکر سال ہجری مین
لکھو عاقل نکو حمد خدا و نعت احمد ہی

سنہ ۱۳۲۷ ہجری

از مولنا محمد حامد علی خان حامد شاہ آبادی محافظ عملہ تصحیح

یہ دیوان جو ہے حمد اور نعت مین
تو دیوانون مین سب سے بڑھکر یہ ہے

نہ کیون سر برآوردہ ہو اسکی نظم
کہ مشہور تصنیف سرور یہ ہے

تصانیف سے اسکی مطبوع کل
حقیقت مین اعلی سخنور یہ ہے

ہوئی سال تاریخ کی مجھکو فکر
کہ اب مشغلہ میرا اکثر یہ ہے

لکھا مینے حامد یہ مصراع طبع
چھپا خوب دیوان بہتر یہ ہے

سنہ ۱۳۲۷ ہجری

شبیہ احمدی۔ سراپاے خاتم المرسلین کا بیان مولفہ جمال الدین حسن خان۔

مثنوی زائر۔ دعوت قبائل قریش مصنفہ نواب شبیر علی خان۔

اسرار کربلا۔ حالات معرکہ کربلا سے متعلق مولفہ منشی محمد ظہیر الدین بلگرامی۔

مہر نبوت۔ نعت پیغمبر میں تصنیف نواب محمد مردان علی خان نظام۔

رموز القرآن۔ اوقات قرآن کا بیان مولفہ مولوی محمد حسین علی ہاشمی شاہجہانپوری۔

آثار محشر۔ علامات قیامت کا حال۔

صبح کا ستارہ۔ حالات بہشت دوزخ و قیامت مولفہ مولوی عباس علی۔

قیامت نامہ۔ بہشت نامہ۔ مولفہ مولوی فیاض الحق۔

آثار قیامت

اکسیر ہدایت۔ ترجمہ کیمیا سعادت مترجمہ مولوی فخر الدین۔

مذاق العارفین۔ ترجمہ احیاء العلوم کامل چار جلد مترجمہ مولوی محمد احسن صاحب

ہدایۃ الکونین الی شہادۃ الحسنین۔ مولفہ ابوالخیر مولوی محمد معین الدین شہیدی

تحفۂ درود۔ ملقب بخیر السلام مولفہ مولوی منظور احمد صاحب۔

رسالہ اکسب الانبیا۔ مصنفہ مولوی ظہر علی۔

شجرۂ طغراے۔ اسماے دوازدہ امام علیہم السلام از تصنیف کاری مولوی ہادی علی خوشنویس الاثنا عشری

دہ مجلس منظوم۔ معرکہ شہادت کربلا علی الترتیب مشمولہ چہ دہ مجلس۔

جنگ نامہ کربلا۔

دہ مخزن۔ مصائب کربلا مصنفہ حکیم نصر اللہ خان تخلص وصال۔

مجموعۂ توشۂ عقبیٰ۔ درود وظائف اسماے الٰہی مع خواص نامہاے مبارک رسالت پناہی تالیف مولوی محمد عباس۔

مجموعۂ لو دو شہ نامہ مشتمل چند رسائل ذیل ۱۔ دعاے مغنی ۲۔ قصیدۂ بردہ ۳۔ قصیدۂ بانت سعاد ۴۔ قصیدۂ غوثیہ ۵۔ دعاے سریانی ۶۔ قصیدہ اویس قرنی

انوار محمدی۔ بیان اختلاف فرق اسلامیہ تصنیف محمد امیر اکبر آبادی۔

شرح چہل حدیث۔ تصنیف میر مجہد

ترغیب الفرقان۔ در فضائل قرآن مولفہ منشی محمد ظہیر الدین بلگرامی۔

موضح الحق۔ مسائل ضروریہ دین مولوی قطب الدین خان

فقہ دینیہ اردو